ہنسئے ہنسائیے

غلام یزدانی
سینیر ایڈوکیٹ

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ

Acc. No. 720

کتاب کا نام ☆ ہنستے ہنسائیے

مصنف ☆ غلام یزدانی

اشاعت ☆ اکتوبر ۹۹ء

تعداد ☆ ایک ہزار

کمپیوٹر کمپوزنگ ☆ اسپیڈ پرنٹس سعید آباد، حیدرآباد

وطباعت فون : 4063538

سرِ ورق ☆ محمد سعادت علی خاں

891.4397 YEZ

قیمت ☆ ہندوستان -/75 روپیے

سعودی عرب 10 ریال امریکہ 5 ڈالر

ملنے کے پتے

۱۔ غلام یزدانی 5-9-919 گن فاونڈری، حیدرآباد اے۔ پی 500001

۲۔ حسّامی بک ڈپو مچھلی کمان، حیدرآباد۔ اے۔ پی

۳۔ کمرشیل بک ڈپو چارکمان، حیدرآباد اے۔ پی

۴۔ سیل کاونٹر ادبی ٹرسٹ (دفتر سیاست) جواہر لال نہرو روڈ، حیدرآباد اے۔ پی

۵۔ اردو بک ڈپو انجمن ترقی اردو آندھراپردیش حبیب گلشن حمایت نگر
حیدرآباد اے۔ پی 500029

۴۔ محمد وسیم محی الدین، عرب سرکل پی۔ و۔ باکس نمبر ۵۰۳
جدۃ ۲۱۴۲۱ سعودی عربیہ تیلیفون نمبر 6318541 ext 175
فیاکس نمبر 631-8558

720

تعاون

میں مندرجہ ذیل حضرات کا ممنون ہوں کہ انہوں نے مذکورہ لطیفے جمع کرنے میں تعاون کیا۔

(۱) مجتبیٰ حسین

(۲) ڈاکٹر سید عبدالمنان

(۳) ڈاکٹر جعفر نظام

(۴) مصطفیٰ کمال

(۵) حمایت اللہ

(۶) مسیح انجم (مرحوم)

(۷) ہاشم علی اختر

(۸) ڈاکٹر راج بہادر گوڑ

(۹) پروفیسر ڈاکٹر یم۔ اے منان

(۱۰) زاہد علی کامل (مرحوم)

(۱۱) سید عبدالقدوس (ایڈوکیٹ)

(۱۲) کے۔ ایس۔ شفیق

(۱۳) فرید مرزا

(۱۴) ڈاکٹر محمد نظام الدین

(۱۵) صلاح الدین شجاعی

(۱۶) محمد نعیم الدین

(۱۷) حسینی عاکف

(۱۸) ڈاکٹر رام پرشاد

(۱۹) جاوید لطیفی

(۲۰) سبحانی صاحب

(۲۱) ایم ۔ اے ۔ سلام

(۲۲) احمد علی ندیم

(۲۳) محمد رحمت اللہ

(۲۴) سیدہ نبیلہ

(۲۵) بشیر الدین احمد

(۲۶) محمد حنیف

(۲۷) محمد فرید اللہ

انتساب

گہوارہ تہذیب

حیدرآباد

کے نام

حیدرآبادی لطیفوں کا خزانہ

میں اپنے اور ماہرین قانون کے درمیان ہمیشہ ایک شریفانہ فاصلہ قائم رکھنے کی کوشش کرتا ہوں۔ اس لئے کہ میں جانتا ہوں کہ قانون کے ہاتھ بہت لمبے ہوتے ہیں اور یہ کسی کی بھی جیب تک پہنچ سکتے ہیں۔ ان دنوں ملک میں عدلیہ کی جو حالت ہوتی جارہی ہے۔ اس کے پس منظر میں قانون کے ہاتھوں کی لمبائی کو ناپنے کا میں نے یہی پیمانہ بنایا ہے۔ جو آدمی بزدل ہوتا ہے اسے ہم لوگ بزدل کہنے کی ہمت نہیں رکھتے بلکہ اسے "شریف شہری" کہتے ہیں۔ اپنی اس "شہری شرافت" کے باعث آج تک کسی وکیل سے مشورہ کرنے اور اس مشورہ پر عمل کرکے برباد ہونیکی نوبت نہیں آئی چنانچہ جب بھی حیدرآباد جاتا ہوں تو وکیلوں اور ماہرین قانون سے بالکل نہیں ملتا۔

جس کو ہو جان و دل عزیز اس کی گلی میں جائے کیوں

بعض وکیلوں سے میری پرانی غیر قانونی دوستی ہے غیرقانونی کا مطلب یہ ہے کہ اس دوستی کا قانون اور تعزیرات ہند وغیرہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ان سے "ادب برائے ادب" قسم کی دوستی ہے۔ مگر پچھلے مہینہ جب میں حیدرآباد گیا تو نہ جانے کیا بات ہوئی کہ وکیلوں کے سوائے کسی اور سے ملاقات ہی نہیں ہوئی۔ میرے ایک ایڈوکیٹ دوست نے "فرقہ پرستی" کی بحث کو مزید توسیع دینے کے لئے ایک دعوت کا اہتمام کیا (ان دنوں دعوت کے بغیر فرقہ پرستی پر بحث کرنے میں نہ تو مزہ آتا ہے اور نہ ہی کھانے کا ذائقہ سمجھ میں آتا ہے) اس دعوت میں حیدرآباد کے کئی نامی گرامی وکلاء موجود تھے۔ بحث کیا ہوئی یہ تو یاد نہیں رہی البتہ کھانے کا ذائقہ اب تک زبان پر تازہ ہے۔

تیسرے دن اچانک میرے کرم فرما غلام یزدانی ایڈوکیٹ کا فون آیا۔ ملاقات ہوئی تو جی خوش ہوگیا۔ خوشی کی وجہ تھی کہ ان دنوں وہ حیدرآباد اور حیدرآبادیوں کے

خوشگوار لمحات کو یکجا کرنے میں لگے ہوئے تھے۔ پچھلے فسادات میں وہ ایک ایسے ناخوشگوار حادثہ سے گذر چکے ہیں کہ اب انہیں خوشگوار لمحات کے سوائے کچھ بھی یاد نہیں رہا۔ مہذب اور شائستہ آدمی کے جینے کا ڈھنگ سورج مکھی کے پھول کی طرح ہوتا ہے۔ یعنی ہمیشہ اپنا چہرہ روشنی اور اجالے کی طرف رکھتا ہے۔ پچھلے تیس برس میں طنز و مزاح کا کاروبار کرتے ہوئے میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ ظرافت نگاری کے لئے ظرافت سے کہیں زیادہ ظرف کی ضرورت ہوتی ہے۔

غلام یزدانی ان دنوں حیدرآباد سے وابستہ دلچسپ واقعات، لطائف اور خوشگوار لمحات کو محفوظ کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ اور اب تک ایسے کئی واقعات جمع کر چکے ہیں۔ ان دلچسپ واقعات کا تعلق حیدرآباد کے مختلف شعبوں سے وابستہ ممتاز اصحاب سے ہے۔ غلام یزدانی کے جمع کئے ہوئے واقعات نمونے کے طور پر پیش ہے۔

○○ نظام ہفتم نواب میر عثمان علی خاں نے ایک بار بلبل ہند شریمتی سروجنی نائیڈو سے پوچھا "آپ

مجھ میں اور میرے والد (نواب میر محبوب علی خاں نظام ششم) میں کیا فرق پاتی ہیں"۔ سروجنی نائیڈو نے برجستہ کہا "مرحوم دل والے تھے۔ آپ دماغ والے ہیں"۔

***

○○ بزرگ شاعر اور وکیل مرزا شکور بیگ زمانہ طالب علمی میں فٹ بال کھیلنے کے بہت شوقین تھے اور عمداً گول کیپر کے پوزیشن پر کھیلتے تھے۔ ایک کھیل میں مخالف ٹیم نے کئی گول بنائے اور وہ ایک بھی گول روکنے میں کامیاب نہ ہوسکے۔ کھیل کے بعد کسی نے اُن سے شکایت کی۔ "آپ نے بال کیوں چھوڑ دیا"۔ معصومیت کے ساتھ بولے "میں نے سوچا کے جب دس آدمی ایک ساتھ مل کر ایک گولے کو میری طرف چھوڑ رہے ہیں تو کچھ سوچ سمجھ کر ہی چھوڑ رہے ہونگے اور ظاہر ہے کہ ایسی حالت میں گولے کو روکنا عقلمندی کی بات نہیں تھی"۔

***

○○ ڈاکٹر سید عبدالمنان سے روایت ہے کہ غلام علی صاحب (ممتاز دکنی شاعر علی صائب میاں) نظام آباد سے بغرض ملازمت حیدرآباد چلے آئے۔ کوئی مناسب ملازمت نہ ملی تو ایک چھوٹی سی نوکری کرلی۔

کسی نے ان سے پوچھا "آپ کی تنخواہ کیا ہے"؟ شرماتے ہوئے بولے "میری تنخواہ کیا پوچھتے ہو ناظم صاحب کی اور میری تنخواہ ملاکر بارہ سو روپئے بنتی ہے

* * *

○○ امریکہ میں ہندوستان کے سابق سفیر عابد حسین بہت پہلے ایک ضلع پر ڈپٹی کلکٹر کے عہدہ پر فائز تھے۔ ایک بار وہ اپنی جیپ میں اس ضلع کے کچھ دیہاتوں کا دورہ کر رہے تھے کہ ان کی جیپ کے بانٹ Bonnet پر سے دو تین مرغوں نے چھلانگ لگائی۔ یہ دیکھ کر عابد حسین نے کہا "ایسا معلوم ہوتا ہے اس دیہات میں بہت دنوں سے اس علاقہ کے تحصیلدار صاحب کا

دورہ نہیں ہوا ہے ۔ تب ہی تو یہاں کے مرغ اتنے بے قابو ہوتے جارہے ہیں ۔"

***

غلام یزدانی کے جمع کئے ہوئے سینکڑوں واقعات میں سے چند واقعات میں نے یہاں نقل کئے ہیں ۔ ایسے بیسوں واقعات بہت سے حیدرآبادیوں کو یاد ہونگے ۔ غلام یزدانی جو نیک کام کر رہے ہیں اس میں ہم سب کو تعاون کرنا چاہیئے تاکہ حیدرآباد، حیدرآبادی تہذیب سے وابستہ خوشگوار یادوں اور واقعات کو محفوظ کیا جاسکے ۔ دور کیوں جائیں ۔ ابھی پچاس برس پہلے ہم نے جس حیدرآباد کو دیکھا تھا وہ اب ایک خواب کی طرح نظر آتا ہے ۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ ہندوستان کے شہروں میں حیدرآباد جتنا ہنستا ہے اور جسطرح ہنساتا ہے اس کی مثال ملک کے کسی حصہ میں نہیں ملتی ۔ بہت عرصہ پہلے کسی نے پوچھا " حیدرآبادی اتنا ہنستے کیوں ہیں ؟ جواب

دیا" اس لئے کہ حیدرآبادیوں نے چوٹ بھی تو گہری کھائی ہے "

مجھے یقین ہے کہ جناب غلام یزدانی کی اس کتاب کی ادبی حلقوں میں پذیرائی ہوگی۔ یہ کتاب نہ صرف حیدرآبادیوں میں مقبول ہوگی بلکہ اس سے غیر حیدرآبادی اصحاب کو بھی حیدرآباد کو سمجھنے میں مدد ملے گی میری خواہش بھی ہے کہ غلام یزدانی صاحب اس کتاب کے اگلے اڈیشن میں مزید لطیفوں کو شامل کریں کیونکہ خوش دلی اور خوش ذوقی کا کاروبار ایک مسلسل عمل کی حیثیت رکھتا ہے۔ کیا ہی اچھا ہو کہ اہل ذوق حضرات حیدرآباد سے متعلق لطیفے جناب غلام یزدانی صاحب کے پاس روانہ کریں۔

مجتبیٰ حسین جون ۹۹ء

حیدرآباد

حرف آغاز

تاریخ شاہد ہے کہ ریاست حیدرآباد کے (۲۰۰) سالہ آصفی دور حکومت نے سماجی اور تہذیبی اقدار کے بلند نقوش چھوڑے۔ تلگو، مرہٹی، کنڑی یعنی تین مختلف لسانی علاقوں کی زبانیں اور زبان اردو کے باہمی امتزاج و کلچر کی مستقل بنیاد پڑی۔ ملک کی آزادی کے چند دنوں بعد بھارت کے اس وقت کے وزیر اعظم جواہر لال نہرو نے فرمایا کہ سارے بھارت کو ریاست حیدرآباد کی گنگا جمنی تہذیب کو نمونہ مان کر ان ہی خطوط پر عمل پیرا ہونا ہے۔ ریاست حیدرآباد پر حکومت ہند کی جانب سے ۱۹۴۸ء میں پولیس ایکشن نہ صرف میدان سیاست کا ایک سنگ میل بنا بلکہ اس نے گنگا جمنی تہذیب کو بھی ایک زبردست دھکے سے ہمکنار کیا اور اس گنگا جمنی تہذیب کا محل لرزتے لرزتے آج جس شکل میں بھی موجود ہے وہ سب پر عیاں ہے۔

نومبر ۱۹۵۶ء میں ریاست حیدرآباد دکن کی لسانی بنیادوں پر تقسیم عمل میں آئی۔ اس طرح تیسرے دور کا آغاز ہوا اس طرح کی تقسیم کے بعد چار دہے بیت گئے۔ ان ادوار میں حیدرآبادی عوام کو ریاست آندھراپردیش اور قومی سطح پر وقوع پذیر ہوئے اہم واقعات کا تجربہ ہوا۔ مثلاً لسانی تقسیم سے پہلے ملکی، نان ملکی تحریک اور اس کے بعد پاکستان سے ہوئی دو جنگیں، بنگلہ دیش کا وجود میں آنا ایمرجنسی اور پہلی دفعہ مرکز میں جنتا پارٹی یعنی غیر کانگریسی اقتدار اور پھر ریاست میں علاقائی جماعت تلگو دیشم کی حکومت وغیرہ وغیرہ ہیں۔ اس طرح کی ماضی میں صدیوں میں وقوع پذیر تبدیلیاں چند دہوں میں ہوگئیں۔ نتیجتاً عوام کے درمیان رابطہ اور امتزاج کی رفتار بھی تیز ہوگئی اور سابق میں شاہی محلات بادشاہوں اور راجاؤں کے درباروں کے طنز و مزاح کی جگہ جمہوری دور میں عوامی سطح نے لے لی۔ چنانچہ اس طرح کے انقلابات زمانہ نے جہاں ہمارے ماضی کو بڑے پیمانہ پر معنیٰ خیز بنایا وہیں دکھنی زبان کی کہاوت

کے مطابق اس اتھل پتھل نے طنز و مزاح کے زیادہ تر سبق آموز واقعات کو جنم دیا۔

عرصہ سے میری خواہش رہی کہ دور آصفی اور پھر مابعد ادوار میں وقوع پذیر ہوئے طنز و مزاح کے واقعات کتابی شکل میں محفوظ کر لئے جائیں۔ اس مقصد کے حصول کے لیے مجھے زمین زرخیز نظر آئی اس کی وجہہ مندرجہ بالا حقائق کے علاوہ یہہ احساس میرے ارادوں کو تقویت دیتا رہا کہ شاہی دور کے بعد لسانی، سماجی اور سیاسی حالات نے جو کروٹیں لیں وہ ریاست کی معاشی اور معاشرتی زندگی پر اثر انداز ہوتے ہوئے طنز و مزاح کے حامل رہے۔ چنانچہ آٹھ سالہ طویل مدت کے بعد مجھے اس ارادہ میں کامیابی ہوئی۔ آصف سابع، بادشاہ سے راج پرمکھ بنے۔ ریاستی عوام نے دوسرے دور میں قدم رکھا جب ریاست کی لسانی تقسیم تک حیدرآباد اسٹیٹ کانگریس کے رہنما جن میں زیادہ تر مہاراشٹرین تھے افق پر چھائے رہے۔ رفتہ رفتہ علاقہ تلنگانہ خصوصاً حیدرآباد پر آندھرائی کلچر کی چھاپ نے جگہ لی۔

میں نے حتی الامکان اس بات کی کوشش کی ہے کہ یہہ واقعات جو طنز و مزاح کی خاطر لطیفوں کی شکل میں یکجا کئے گئے ہیں صحیح واقعات پر مبنی ہوں۔ اگر میری تحریروں میں کسی قسم کی کوئی تحریف ہوئی ہے تو وہ دانستہ نہیں بلکہ سمجھ کے پھیر کا نتیجہ ہے۔ میں نے بعض لطائف میں نام لیے بغیر مزاحیہ پہلو کو ابھارنا چاہا لیکن احباب نے یہہ مشورے دیئے کہ اگر نام نہ ہوں تو لطیفوں کا لطف گھٹ جائیگا۔ کسی صاحب کو اگر کسی تحریر سے کوئی تکلیف پہنچے تو اس کے لیے میں قبل از قبل معذرت خواہ ہوں۔

بقول اقبالؔ

"میری زبان قلم سے کسی کا دل نہ دکھے"

میری تگ و دو میں جن اصحاب نے مدد کی ہے ان کا میں بہت مشکور ہوں خصوصا مجتبیٰ حسین ڈاکٹر راج بہادر گوڑ، ڈاکٹر مصطفےٰ کمال، ڈاکٹر سید عبدالمنان اور ڈاکٹر جعفر نظام نے مجھے وقت بے وقت مفید مشوروں سے سر فراز فرمایا۔ اور اس مجموعہ لطائف کے لیے "ہنسیے ہنسائیے" میں جناب

محمد سعادت علی خان کا بھی مشکور ہوں کہ انہوں نے اس مجموعہ کا سر ورق ازراہ عنایت ترتیب دیا ۔ میرے شکریہ کے جناب سید اکرام اللہ انور صاحب بطور خاص مستحق ہیں ۔ موصوف نے مسودات کی ترتیب اور کمپیوٹر تحریر وغیرہ جیسے کاموں میں میری بڑی مدد کی ۔ میں مسیح انجم مرحوم کی مغفرت کے لیے بھی دعا گو ہوں کہ انہیں نے لطائف کے انتخاب میں بڑی مدد کی ۔ قارئین سے میری گذارش ھیکہ وہ اگر اسی طرح کے لطائف کو اس کتاب کی اگلی اشاعتوں میں شامل کروانا چاہیں تو وہ زحمت فرما کر میرے پتہ ذیل پر روانہ فرمائیں ۔

غلام یزدانی
سینیر ایڈوکیٹ

گن فونڈری
حیدرآباد ا اے ۔ پی

○○ پرنس مفخم جاہ بہادر حیدرآباد کی کئی تنظیموں سے رہنمایانہ وابستگی رکھتے ہیں ۔ امریکہ کے ایک حالیہ دورہ کے موقعہ پر حیدرآبادیوں کی تنظیموں نے شاندار استقبال کیا ۔ پرنس نے مختلف تنظیموں کی کارکردگی پر تبصرے کئے ۔ جب وہ ایک ادارہ کی سرکردہ شخصیت کے بارے میں اظہار خیال کر رہے تھے تو جلسہ گاہ تالیوں سے گونج اٹھا ۔ جب خاموشی ہوئی تو پرنس نے فرمایا ” مجھے ادارہ کی جانب سے جو کچھ لکھ کر دیا گیا ہے وہی پڑھ رہا ہوں ۔ “

***

○○ مہتمم باغ عامہ سے کون واقف نہیں ۔ اپنے دور کے صف اول کے مزاح پیدا کرنے

والوں میں سرفہرست تھے ۔ شہزادہ معظم جاہ سے ایک شام قصرِ ہل فورٹ میں ملاقات کے لئے شام کی چائے پر مدعو تھے۔ جب واپس ہونے لگے تو شہزادہ موصوف نے فرمایا "سن سیٹ" (غروب) کا منظر دیکھ کر جائیں ۔ جمال الدین صاحب نے جو مزاح پیدا کرنے میں مہارت رکھتے تھے فرمایا "عجلت میں ہوں کل صبح آکر دیکھ لونگا ۔"

***

○○ صاحبزادہ معین الدین علی خاں، شباب تخلص فرماتے تھے ۔ وہ ایک دفعہ سالگرہ ہمایونی کے موقع پر حضور نظام کی قیامگاہ کنگ کوٹھی آ پہنچے اور نذرانہ لئے نذری باغ میں داخل ہوئے موصوف سر سید احمد خاں کی سی وضع قطع کے تھے ۔ انہیں دیکھ کر

نظام سالک نے قہقہہ لگایا اور کہا "یہ شباب ہے" حضرت شباب نے جواباً عرض کیا "یہ اس سِن کا شباب ہے" پھر کیا تھا حضور زانوں پر ہاتھ مار کر قہقہے لگاتے رہے۔

***

○○ صاحبزادہ میکش کے ہاں ایک آبائی موٹر کار تھی۔ ایک دفعہ گاڑی راستہ میں خراب ہوگئی۔ چونکہ پروگرام کے مطابق نشرگاہ پہنچنا تھا اس لئے رکشا میں بیٹھ گئے کرایہ طے نہیں کیا۔ منزل پر پہنچ کر رکشاراں کو بہت سارے پیسے دے ڈالے۔ رکشاراں نے حیرانی سے کہا صاحب یہ پیسے تو بہت ہیں۔ مسکراتے ہوئے کہا "لے جا آج میں تیرے لئے مہاراجہ کشن پرشاد بن گیا ہوں"

***

○○ انجمن ترقی اردو آندھرا پردیش کے سالانہ اجلاس منعقدہ محبوب نگر میں اس وقت کے وزیر اعلیٰ وینگل راؤ صاحب مہمان خصوصی تھے۔ استقبالیہ پڑھنے کے لیے معتمد جناب حبیب الرحمٰن صاحب نے مائیک سنبھالا ابھی خطبہ استقبالیہ کا آغاز ہونے ہی کو تھا کہ کسی نے ڈائس پر ایک گوشہ سے آواز دی " ہار ہار "۔ گل پوشی کے لیے پیچھے تیار کھڑے آدمی کی طرف اشارہ تھا۔ حبیب الرحمٰن صاحب نے پلٹ کر ہار لے لیا اور یہ کہتے ہوئے مہمان کو پہنا دیا " میں ہار کے لیے نہیں کھڑا ہوں جیت چاہتا ہوں "۔ سوئے اتفاق کہ اس جلسہ میں وینگل راؤ صاحب نے کئی دن سے جاری انجمن کی سالانہ گرانٹ کو (6,000/=) روپیئے سے بڑھا کر (50,000/=) ہزار روپیے کر دینے کا اعلان کیا۔ ہال تالیوں سے گونج اٹھا۔

***

○○ حاجی بشیر احمد صاحب مرحوم محافل طعام کا بہت تجربہ رکھتے تھے ۔ ایک دعوت میں ان کی چوکی پر رکھی ہوئی مشقاب میں جب صرف چاول باقی رہ گئے تو موصوف نے ریمارک کیا کہ نٹ بولٹ غائب ہیں۔ پھر بھی کسی کی توجہ نہیں ہوئی۔ معززین کی صحبت میں بیٹھے تھے بیرا کو بلانے میں عار محسوس کرنے لگے ۔ قریب کھڑے میزبان کے کسی عزیز کو اشارہ کیا جب وہ قریب آئے تو کہا کہ اگر اس چاول میں، تھوڑا سا گوشت شریک کر دیا جاتا تو یہ " بریانی " ہوجاتی ۔ پھر کیا تھا ایک لمحہ میں مشقاب بدل دی گئی ۔

***

○○ بادشاہ وقت میر عثمان علی خاں نے بلبل ہند شریمتی سروجنی نائیڈو سے پوچھا کہ وہ مرحوم

(محبوب علی خاں) اور ان (عثمان علی خاں) میں کیا فرق پاتی ہیں ۔ بلبل ہند نے برجستہ جواب دیا کہ ”مرحوم دل والے تھے ۔ آپ دماغ والے ہیں ۔“

***

○○ کامریڈ مخدوم محی الدین ایک دفعہ رات دیر گئے کھانے کے لیے ہوٹل پہنچے بیرا کو آرڈر دیا ”خشکہ ، سالن “ جواب ملا ختم ہوگیا ۔ ”قورمہ شیرمال “ جواب ملا وہ بھی ختم ہوگیا ۔ اس طرح جب چار پانچ کھانوں کے نام لے چکے اور جواب ملا ” خلاص “ تو مخدوم جھنجلائے ”یہ ہوٹل ہے یا مخدوم کا گھر ۔ “

***

○○ مرزا شکور بیگ زمانہ طالب علمی میں فٹ بال کی ٹیم میں گول کیپر کی پوزیشن پر کھیلتے تھے ۔ ایک دفعہ گول پر ماری گئی ایک شارٹ کو روکنے کی کوشش نہیں کی ؛ بیک پر کھیلنے والے کھلاڑی نے پوچھا "آپ نے کیوں گولہ چھوڑ دیا" مرزا نے جواب دیا "میں نے سوچا جب دس کھلاڑیوں نے گولہ چھوڑا ہے تو کچھ سوچ سمجھ کر ہی چھوڑا ہو گا ۔ میرا روکنا کوئی عقل مندی نہ ہوگی ۔ "

***

○○ گاندھی بھون کی ایک مائنا ریٹی سیل کی میٹنگ بصدارت کمال الدین احمد صاحب کنوینر منعقد ہو رہی تھی ۔ مہمان خصوصی وینگل راؤ صاحب چیف

منسٹر کا انتظار تھا۔ منتظرین میں اس وقت کے وزیر آصف پاشاہ صاحب، حافظ ابویوسف، یم۔ یم۔ ہاشم صاحب، ٹی انجیا صاحب، وینکٹ سوامی صاحب، سید رحمت علی صاحب اور راقم الحروف موجود تھے۔ وقت گذاری کے لیے گپ شپ چل رہی تھی۔ سید رحمت علی صاحب نے فرمایا کہ میں آصف پاشاہ صاحب کے چیمبر میں موجود تھا۔ جب کہ انھیں وزارت کی مبارک باد پیش کرنے والوں کا سلسلہ جاری تھا۔ گل پوشی اور تحائف پیش ہو رہے تھے۔ ایک صاحب نے وزیر موصوف سے بعد سلام فرمایا "میں آپ کو مبارکباد نہیں دونگا آپ پاشاہ سے وزیر بن گئے ہیں"۔ اس پر حاضرین نے ایک قہقہہ لگایا جب خاموشی ہوئی راقم الحروف نے کہا "اگر غلام وزیر بنتا تو قابل مبارکباد ہوتا" اس پر زبردست قہقہہ پڑا جس نے پہلے قہقہہ کو غرق کر دیا۔

***

○○ اقامت خانہ جامعہ عثمانیہ (HOSTEL) میں تفریحی پروگرام ہوتے تھے۔ ایک مرتبہ فاوسٹ کے ڈرامہ کا ایک سین پیش ہونا تھا۔ جس میں شیطان فاوسٹ کا کردار مرزا شکور بیگ ادا کر رہے تھے۔ مگر پروگرام شروع ہونے میں دیر ہو رہی تھی عبد الرحمٰن خاں صاحب نے سبب پوچھا تو شہریار کاوس جی نے عرض کیا کہ ابھی شروع ہوتا ہے شیطان نماز پڑھ رہا ہے۔

***

○○ دیوان بہادر آرمدو آئنگار اور خان بہادر عبد الرحیم جوڈیشل کمیٹی میں ایک مقدمہ میں بحث کر رہے تھے۔ دیوان بہادر کافی اردو جانتے تھے۔ فیصلہ لمبا چوڑا ہے مگر ان کی زبان سے بہت بے تکا سا لفظ

نکل گیا ۔ دیوان بہادر نے ٹوکا کیا بک رہے ہیں ۔ خان بہادر بگڑ کر بولے مجھے مت روکو دیوان بہادر نے کہا ۔ All right hold on

***

○○ وجے واڑہ کی ایک مسجد کمیٹی حضرت مولانا مولوی محمد حمید الدین عاقل حسامی صاحب قبلہ کے وعظ کی خواہش مند تھی ۔ موصوف نے تقریر کے لیے ایک تاریخ کسی تہوار کے دن مقرر کردی ۔ ہوٹلوں میں جگہ نہ تھی ۔ داعی انہیں معیاری ہوٹل میں ٹھہرانا چاہتے تھے ۔ کاونٹر پر **Receptionist** نے جو کہ صرف انگریزی یا تلگو سے واقف تھی ۔ پا سنجر کا نام معلوم کرنا چاہا جب منتظمین نے مولانا کا نام حضرت

مولانا مولوی محمد حمیدالدین عاقل حسامی صاحب قبلہ“ بتلایا تو جواب ملا کہ اتنے آدمیوں کے لیے جگہ نہیں ہے

***

○○ ڈاکٹر سید عبد المنّان راوی ہیں کہ جب غلام علی صاحب (علی صائب میاں) نظام آباد سے حیدرآباد بغرض ملازمت آئے تو اچھی ملازمت نہ ملنے پر معمولی سی نوکری قبول کر لی۔ کسی نے پوچھا کیا تنخواہ ہے فرمایا کہ میری تنخواہ کیا پوچھتے ہو ناظم صاحب کی اور میری تنخواہ ملا کر (1200/=) سو روپئے ماہوار ہوتی ہے۔

***

○○ ڈاکٹر راج بہادر گوڑ نے ایک موقع پر راقم الحروف کی مصروفیت کا حال پوچھا۔ میں نے کہا عدالتیں بند ہوگئی ہیں (سرمائی چھٹیاں تھیں) جواب ملا کہ ہم نے سمجھا تھا کہ صرف انصاف بند ہے۔ اب تو عدالتیں بھی بند ہوگئیں۔

***

○○ چیف منسٹر ین۔ ٹی۔ آر کے دور حکومت میں جناب عابد حسین سابق ہندوستانی سفیر برائے امریکہ نے ایک محفل، کو مخاطب کرتے ہوئے اسے لالہ زار بنا دیا جب کہ دوران تقریب اس طرح کا ریمارک کیا "گریٹسٹ لا ان دی ورلڈ ازدی سن ان لا" یہہ چندرابابو نائیڈو کی وزارت کا دور تھا جب کہ ین۔ ٹی۔ آر۔ وزیر اعلی تھے۔

***

○○ باغ عامہ میں صبح کی چہل قدمی کے دوران آندھرا علاقہ سے تعلق رکھنے والے کچھ ججس، وکلا، تجار اور اعلیٰ عہدہ دار ہمراہ تھے۔ انگریزی میں گفتگو ہو رہی تھی۔ ایک صاحب نے پوچھا۔ "مسٹر یزدانی ہم نے سنا ہے حیدرآباد، بریانی، شیروانی اور پریشانی کے لئے مشہور ہے" راقم الحروف نے جواباً کہا کہ بڑی حد تک صحیح ہے۔ کمی یہ ہے کہ اس میں آپ نے مخاطب "یزدانی" کو چھوڑ دیا ہے۔

***

○○ حیدرآباد کے ایک اعلیٰ عہدہ دار نے جو "رمی" کھیلنے کے ماہر تھے ایک نئی بلڈنگ بنوائی۔ "گھر بھراونی" تقریب میں دوست کی نظر بلڈنگ پر نمایاں

کی گئی تحریر [illegible] ، **دبی** " پر پڑی ۔ دوست نے فوراً کہا کہ یہ عبارت کسی قدر تصحیح طلب ہے لفظ " **دبی** " کی جگہ " **دمی** " موزوں ہوگا ۔

***

○○ پی نرسا ریڈی صاحب (سابق وزیر ایک محفل طعام میں مدعو تھے ۔ جس کا میں نے اپنی قیامگاہ کی تیسری منزل کی چھت پر اہتمام کر رکھا تھا ۔ سیڑھیاں چڑھتے چڑھتے تھک گئے ۔ جب محفل برخاست ہوئی تو آسمان کی طرف نگاہیں کیں اور کہا اب ادھر کا راستہ ہی قریب دکھائی پڑتا ہے ۔

***

○○ ایک گلوکار کا نرخرہ خراب ہوگیا۔ اس نے کئی ڈاکٹروں سے علاج کروایا مگر صحت یاب نہیں ہوا۔ آخر کسی نے نامور معالج ڈاکٹر ارسطو یار جنگ کا پتہ دیا۔ چنانچہ وہ ان کے ہسپتال میں داخل ہوگیا۔ ایکس رے ہوا۔ خون کا تجزیہ کیا گیا۔ بلغم کا معائنہ ہوا۔ مگر نقص کا پتہ نہ لگ سکا۔ ڈاکٹر صاحب نے اسے بے ہوشی کی دوا سنگھائی اور جب وہ ہوش میں آنے لگا تو یکایک زور سے اس کا گلہ دبا دیا۔ جس کی وجہ سے وہ مارے دہشت کے چیخ اٹھا۔ کھوئی ہوئی آواز واپس آگئی۔ اور نرخرہ صاف ہو گیا۔ تندرست ہونے کے بعد جب اس گلوکار کو بتایا گیا کہ اس پر کس قسم کا عمل کیا گیا تو وہ کہنے لگا۔ "معاف کیجئے ڈاکٹر صاحب، یہ تو بڑا احمقانہ عمل تھا"۔ ڈاکٹر صاحب بھی خاموش رہنے والے نہ تھے۔ وہ فوراً بولے "احمقانہ مرض کے لئے احمقانہ علاج ہی مفید ہوتا ہے"۔

***

○○ اردو ہال حیدرآباد میں فیض احمد فیض کے استقبالیہ میں تقریر کرتے ہوئے بذلہ سنج اور خوش گفتار ادیبہ محترمہ زینت ساجدہ صاحبہ نے فیض صاحب کی انگریز بیوی کو ذہن میں رکھتے ہوئے فرمایا کہ "فیض صاب شاعری تو اردو میں کرتے ہیں لیکن عاشقی انگریزی میں" سارا ہال قہقہوں سے گونج اٹھا تھا۔

***

○○ شہر حیدرآباد میں نلوں کے ذریعہ پانی کی سربراہی کا آغاز آبرسانی غالباً 1817ء میں ہوا تھا۔ اور کسی شاعر نے بہت ہی عمدہ تاریخ نکالی تھی کہ ؎

"آب آمد تیمم برخواست"

حروف تہجی کے اعداد 1817

***

○○ حسین ساگر کے بوٹ کلب میں ایک مخصوص محفل مشاعرہ منعقد ہوئی تھی ۔ مقامی شعراء کے علاوہ جوش ملیح آبادی بھی مدعو تھے ۔ اور سابق فینانس سیکریٹری ایل ۔ این۔ گپتا صاحب ، صدر محفل تھے ۔ بارش کا موسم تھا ۔ گھرے بادل چھائے ہوئے تھے ۔ اور بوندا باندی ہو رہی تھی۔ مشاعرہ کا آغاز ہو چکا تھا اور ہادی القادری اپنی غزل سنا رہے تھے ۔ ردیف قافیہ " ہوتی جاتی ہے " تھا ۔ ایسے میں جوش صاحب تشریف لے آئے ۔ سر کھلا ، بال بکھرے ہوئے اور شیروانی کے تمام بٹن کھلے ہوئے ۔ جھومتے جھامتے ہاتھ میں بوتل اور پان کی پیک ہونٹوں کی سرحدوں کو عبور کرتی ہوئی ۔ ہادی القادری کی غزل کے دو ایک شعر سنے اور کہا ذرا رک جائیے اسی زمین میں ابھی ایک شعر وارد ہوا ہے فرمایا

گھٹا چھائی ہے کالی اور کالی ہوتی جاتی ہے
یہاں بوتل پہ بوتل جوشؔ خالی ہوتی جاتی ہے

***

○○ حیدر آباد میں آکر بس جانے والے ایک صاحب کو لوکل بول چال کا ایک لفظ ”کتے“ بہت پسند آیا ۔ (کتے کے معنی ، ہیں کہتے ہیں ، سنا ہے معلوم ہوا ہے) خود انھیں بھی اس لفظ کو بولنے اور برتنے کی خواہش پیدا ہوئی ۔ ایک دن کسی نے جب موصوف سے پوچھا ۔

جناب آپ کا ملازم کدھر گیا ؟

تو بے ساختہ کہا ۔

”میں نے اسے باہر بھیجا ہے کتے “

***

○○ آدھی رات کو ٹرین جب ایک اسٹیشن پر رک کر چل پڑی تو ایک صاحب نے اپنے ساتھ والے مسافر سے کہا۔ "یہاں سے حیدرآباد کی سرحد شروع ہو چکی ہے"

ساتھ والے نے تعجب سے کہا۔

"بھئی نہ آپ نیچے اترے نہ کچھ دیکھا بھالا، کیسے کہہ دیا کہ یہاں سے حیدرآباد کی سرحد شروع ہو چکی ہے"

جواب ملا۔

وثوق سے اس لئے کہہ رہا ہوں کہ پلیٹ فارم پر میں نے کسی سے حیدرآباد کی مشہور زمانہ گالی سن لی تھی۔

***

○○ دعوت طعام میں ایک صاب قدرے تاخیر سے پہنچے ۔ کھانا شروع ہو چکا تھا ۔ صاحب خانہ کسی طرح اس مہمان کو بٹھانا چاہتے تھے۔ ایک میز پر نظر پڑی صرف ایک نشست خالی تھی ۔ موصوف کو وہاں بٹھا دیا گیا ۔ اس میز پر ایک بزرگ اپنے مریدوں کے ہمراہ مصروف طعام تھے ۔ بریانی جیسے ہی آتی کوئی ایک مرید آگے بڑھتا ، مشقاب لیتا ، مرشد کی خدمت میں پیش کرتا اور پھر مریدوں کی باری آتی ۔ یہ سلسلہ آخر تک جاری رہا ۔ ان صاحب کے حصہ میں صرف چاول ہی آتے رہے ۔ جب ڈنر اغتتام کو پہنچا تو موصوف ان بزرگ کے قریب ہوئے اور کہا حضرت میں آپ کا مرید ہونا چاہتا ہوں ۔ بزرگ نے گھر آنے کے لئے کہا ۔ اور ایک مرید کو ہدایت دی کہ وہ گھر کا پتہ بتادیں۔ ان صاحب نے اصرار کیا کہ وہ ابھی مرید

ہونا چاہتے ہیں۔ بزرگ نے کہا ایسی کیا عجلت ہے۔ موصوف نے کہا کہ میں نے آپ کی ایک بڑی کرامت دیکھی ہے اور بہت متاثر ہوں۔ بزرگ نے کہا "بھئی اس وقت تو میں صرف تناول طعام میں شریک رہا۔ آخر آپ کو کرامت کیا نظر آگئی"۔ موصوف نے برجستہ کہا "آپ بریانی کو بگھارے کھانے میں تبدیل کر دیتے ہیں"

***

○○ ایک نواب صاحب کے انگریز دوست حیدرآباد تشریف لائے اور نواب صاحب کے مہمان رہے۔ نواب صاحب نے اپنے انگریز دوست کے لیے ایک پر تکلف عشائیہ کا اہتمام کیا۔ معززین شہر

مدعو تھے انواع واقسام کے کھانے چنے گئے تھے ۔ اور Salad بھی شامل تھا ۔ باتوں باتوں میں انگریز دوست نے ہری مرچ اٹھا لی ۔ اور میزبان کے روکنے تک منہ میں ڈال کر چبانا شروع کر دیا ۔ جلن محسوس ہوئی ۔ مگر آداب محفل کو ملحوظ رکھتے ہوئے کسی طرح نگل گئے ۔ بات آئی گئی ہو گئی ۔ دوسرے دن ناشتہ پر جب میزبان کا ساتھ ہوا تو انگریز دوست نواب صاحب سے یوں مخاطب ہوئے "آپ ہندوستانی اچھا کرتے ہیں جو استنجا کے لئے پانی استعمال کرتے ہیں ۔ اگر کاغذ استعمال کرتے تو آگ لگ جاتی"

***

○○ قاضی محمد حسین ریگر جامعہ عثمانیہ کے وائس چانسلر تھے ۔ ایک کلاس روم میں پہنچے کچھ دیر میں درس شروع ہونے کو تھا کہ پہلی صف کے دو طلبہ نے آپس میں مسکراتے ہوئے کچھ بات کی ۔ قاضی صاحب کو غصہ آگیا ۔ انہوں نے دونوں طالب علموں کو بنچ پر کھڑا کردیا اس کے بعد انہوں نے کچھ سوچ میں غرق ہوکر ٹہلنا شروع کردیا ۔ چند ہی منٹوں بعد بنچ پر کھڑے ہوئے طالب علموں سے مخاطب ہوکر دریافت فرمانے لگے کہ وہ کیوں کھڑے ہیں ۔ طلبہ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ لوٹ آئی ۔ انہوں نے وجہ بتائی ۔ کلاس کے دیگر طلبہ محو حیرت تھے کہ سنجیدہ رہیں، مسکرائیں یا قہقہہ لگائیں۔

***

○○ قاضی محمد حسین ایک مرتبہ کلاس روم میں داخل ہوئے ٹیبل پر پانی کا گلاس طشتری سے ڈھکا ہوا رکھا تھا۔ طشتری ہٹائی اور آدھی گلاس پانی پی لیا۔ لکچر شروع ہوا کچھ دیر بعد دوبارہ گلاس پر نظر پڑی طلبہ سے مخاطب ہوئے اور پوچھا۔ ”کیا ہم نے پانی پیا ہے“ طلبہ نے اثبات میں جواب دیا۔ یکدم حیران و پریشان ہوئے اور کہا ”ہم تو روزہ تھے۔“

***

○○ ہائی کورٹ کے احاطہ میں سیڑھیوں سے قریب ایک احاطہ کی ہوئی قبر ہے۔ مولوی ابو الخیر صدیقی ایڈوکیٹ عدالت برخواست ہونے پر قریب کھڑے موکلین سے محو گفتگو تھے کہ ان کی نظر مرزا

شکور بیگ صاحب پر پڑی جو اس قبر پر فاتحہ دے رہے تھے ۔ ابو الخیر صاحب حیرت زدہ ہوگئے کہ وہ عرصہ سے احاطہ عدالت سے واقف ہونے کے باوجود اس قبر سے واقف نہ تھے ۔ مرزا صاحب سے دریافت کیا کہ کن بزرگ کی مزار ہے ۔ مرزا صاحب نے چپ سادھ لی ۔ مکرر دریافت کیا پھر کچھ جواب نہ ملا۔ سہ بارہ دریافت کرنے پر مرزا صاحب خیر صاحب کے قریب ہوئے اور کان میں کہا "حضرت انصاف" دفن ہیں

***

○○ اس دور کی بات ہے جب کہ سابق سفیر ہند عابد حسین ڈپٹی کلکٹری کے عہدہ پر فائز تھے ۔ ایک دیہات کے دورے میں ان کی "جیپ کار" کے

بانٹ پر سے ایک مرغ نے راستہ کی ایک جانب سے دوسری جانب چھلانگ لگائی ۔ سنتے ہیں کہ عابد صاحب نے یوں کلام کیا ۔ "معلوم ہوتا ہے کہ اس دیہات میں تحصیل دار صاحب کا دورہ نہیں ہوا تب ہی تو یہاں کے مرغ اتنے بے قابو ہوتے جارہے ہیں"

***

○○ ایک مرتبہ سردار دلیپ سنگھ (پستہ قد) نے نامور مزاح نگار مجتبیٰ حسین سے کہا کہ میری بیوی شوکیس میں رکھنے کے لئے چھوٹی چھوٹی چیزیں پسند کرتی ہیں ۔ اس پر مجتبیٰ نے کہا "اگر چھوٹی چیزیں پسند کرنے کا ذوق نہ ہوتا تو وہ آپ کو کیسے پسند کرتیں"

***

○○ مجتبیٰ حسین کے ایک بہت قریبی دوست مشہور مزاح نگار سردار دلیپ سنگھ بیمار ہو گئے۔ سب ہی دوست احباب نے مزاج پرسی کی مگر مجتبیٰ نہیں آئے۔ وہ کافی عرصہ کے بعد مزاج پرسی کے لئے تھیلی میں موسمیاں لئے دلیپ سنگھ کے ہاں پہنچے۔ دلیپ سنگھ نے شکوہ کیا۔ "یار تم میرے قریبی دوستوں میں ہو مزاج پرسی کے لئے تم نے کئی دن لگا دیئے" مجتبیٰ نے کہا "بھائی دلیپ تمہیں معلوم ہے آج کل موسمی کا کیا بھاؤ ہے"

***

○○ یہ اس وقت کی بات ہے جب کہ حیدرآبادی شادیوں میں "سہرا" پڑھنے کا رواج عام تھا۔

اور شاید کوئی شادی ایسی نہ ہوتی جو کسی خاص یا عام شاعر کے "سہرا" گذار نے بغیر گذر جائے۔

"جیسے نوشاہ تھے ویسا ہی ملا مالی بھی
آٹھ کو پندرہ منٹ کم تھے کہ لایا سہرا"

نکاح کی محفل کا رنگ کچھ ایسا ہو گیا کہ زندہ دلان حیدرآباد کے جلسوں کی یادیں تازہ ہو گئیں۔

***

○○ سابق ریاست حیدرآباد کی سیول سرویس کیڈر سے تعلق رکھنے والے شری۔ ٹی۔ ین کپور جو بعد کو I.A.S کیڈر میں شامل ہوگئے تھے بغرض ٹریننگ وجے واڑہ پر متعین ہوئے۔ جو برٹش انڈیا کا علاقہ تھا۔ اس وقت ایک انگریز عہدہ دار موسم گرما کی شدت کے بارے میں موصوف سے یوں گویا ہوا۔ "میرا خیال

ہے موسم گرما میں اس علاقہ کی مرغیاں ابلے انڈے دیتی ہوں گی"

***

○○ مرزا شکور بیگ ایک مرتبہ ڈاکٹر سید عبد المنان کے ہمراہ بعد تناول طعام ولیمہ لیڈی حیدری کلب کے احاطہ سے واپس باہر آرہے تھے کہ کسی قدیم دوست کا سامنا ہوگیا۔ جو عرصہ بعد مل رہا تھا۔ "ارے شکور تو ہے" بغلگیر ہوتے ہوئے دوست نے پوچھا "تو نے داڑھی چھوڑ دی ہے" مرزا کہاں خاموش رہنے والے تھے۔ فوری جواباً کہا "ارے میں نے داڑھی کہاں چھوڑ رکھی ہے میں نے تو پکڑ رکھی ہے تو نے چھوڑ رکھی ہے"۔

***

○○ پولس ایکشن کے بعد ریاستی حکومت (حیدرآباد) کے ایک وزیر پھول چند گاندھی تھے ، اور حزب مخالف میں مخدوم محی الدین ایک سرکردہ رکن تھے ۔ مخدوم نے اسمبلی میں موازنہ پر مباحث کے دوران پھول چند گاندھی کی وزارت کی کارکردگی پر تنقید کرتے ہوئے فرمایا کہ "پھول چند گاندھی کی وزارت میں پھول چند اور کلنٹے زیادہ ہیں "۔

***

○○ جمال الدین صاحب مہتمم باغ عامہ کا یہ لطیفہ بہت ساری زبانوں کے اخبارات اور رسالہ جات میں موصوف کا نام لئے بغیر تحریر کیا جاتا ہے کہ موصوف نے ایک دن ایک مالی کو روزانہ کی ڈیوٹی

یعنی جھاڑوں کی آبیاری نہ کرنے پر سرزش کی۔ مالی نے کہا "سرکار بارش ہورہی ہے" جمال صاحب بولے "چھتری پکڑ کر یہ کام کرسکتے ہو"

***

○○ جناب ارشد پاشاہ تلگو دیشم پارٹی لیڈر اور ممبر اے۔ پی اردو اکیڈمی حیدرآباد جو بہ اعتبار عہدہ علاقائی مرکز تلنگانہ اردو اکیڈمی نظام آباد کے انچارج بھی تھے اس اکیڈمی سے وابستہ ملازم مسٹر منیر احمد نے اپنی ترقی اور تبادلہ کی گذارش کی تو انھوں نے کہا "آپ نظام آباد سے کسی اور مقام پر جانا چاہتے ہیں۔ تو میں ڈائریکٹر اکیڈمی سے آپ کی سفارش کرسکتا ہوں"۔ ملازم نے کہا "میں ملازمت کے لیے جہنم بھی جانے تیار ہوں۔"

ایک صاحب یہ سب کچھ بازو کرسی پر بیٹھے سن رہے تھے۔ فوراً کہہ دیا جناب ارشد پاشاہ کے دائرہ اختیار میں جہنم کی سفارش کے اختیارات حاصل و شامل نہیں ہیں۔ محفل میں بیٹھے ہوئے تمام افراد قہقہہ مار کر ہنس دیئے۔

***

○○ کاروان اردو تنظیم کے ڈاکٹر محمد نظام الدین کے ہم جماعت محکمہ طبابت میں ہلت انسپکٹر کے عہدہ پر فائز تھے۔ بہت عرصہ بعد منڈل ورنی تعلقہ بودھن ضلع نظام آباد کی مسجد میں ملاقات ہوئی۔ ڈاکٹر صاحب نے انھیں دیکھ کر کہا۔ ارے بھائی سعد اللہ۔ آپ کے تو بمشکل 35سال کی عمر میں بال سفید ہو گئے ہیں۔ اور دانت بھی بہت

سارے مقام چھوڑ چکے ہیں۔ دوست نے جواب دیا۔ "ہاں اللہ کے فضل سے میرا ہر کام وقت سے پہلے تکمیل پا رہا ہے"

***

○○ عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد کے کالج آف لا (Law) کی سلور جوبلی تقاریب کا افتتاح کرتے ہوئے ممتاز ماہر قانون مسٹر جسٹس ڈی۔ اے دیسائی صدر نشین انڈین لا کمیشن نے 3 جنوری 1987ء کو کہا "آج ہمارے ملک میں قانون ایک نسل پیچھے ہے وکلا دو نسل پیچھے ہیں اور ججس تین لسل پیچھے ہیں"

***

○○ جناب ہاشم علی اختر سابق وائس چانسلر عثمانیہ یونیورسٹی نے ایک دفعہ لا کالج کے ایک طالب علم سے دریافت کیا کہ یل۔ یل۔ بی (L.L.B) کا مطلب کیا ہے جواب ملا "لائسنس فار لاجنگ اینڈ بورڈنگ"

***

○○ ایک زمانے میں شہر حیدرآباد کی سڑکیں اتنی تنگ تھیں کہ دونوں جانب پولس کے سپاہی کھڑے ہوتے اور موٹر گزرنے کی اطلاع سیٹی بجا کر دی جاتی۔ کوتوال کے لیے ایک سیٹی، مہاراجہ کے لئے تین سیٹیاں، اعلیٰ حضرت نظام آف حیدرآباد کے لئے سات سیٹیاں بجائی جاتی تھیں۔ اس وجہ سے بعض لوگوں نے City Police کا نام سیٹی پولیس

رکھدیا تھا۔

***

○○ آندھرا پردیش کے ایک چیف منسٹر نے لال بہادر اسٹیڈیم حیدرآباد میں ریاستی کھیلوں کے مقابلے کے بعد تقسیم انعامات کے وقت اپنی صدارتی تقریر میں کہا۔ " بچپن میں انہیں دوہی کھیلوں سے دلچسپی تھی ایک فٹ بال اور دوسرے اسپورٹس " لوگوں نے تالیاں کم قہقہے زیادہ لگائے۔

***

○○ طنز و مزاح کے قدرداں آندھرا پردیش کے ایک چیف منسٹر کی کار نارائین گوڑہ دیپک محل سینما

کے قریب سے گزر رہی تھی۔ چیف منسٹر نے کھڑکی سے تھیٹر کی جانب دیکھا اور اپنے سکریٹری سے دریافت کیا کونسی فلم لگی ہے؟ ان دنوں یہ سینما گھر بند تھا۔ اور وہاں تعمیر وترمیم کا کام جاری تھا۔ سکریٹری نے کہا۔

UNDER CONSTRUCTION

تو فرمایا "اچھا انگلش فلم چل رہی ہے۔ ہمارے زمانے میں یہاں تلگو فلمیں ہی دکھائی جاتی تھیں۔"

***

○○ مقامی مسلمانوں نے احمدی بازار نظام آباد کے قدیم قبرستان کے ناجائز قابضین کے خلاف وقف بورڈ سے شکایت کی۔ انسپکٹر معائنہ کے لیے آئے ناجائز قابضین نے دریافت کیا، کیا درود پڑھنے آئے ہیں؟

انسپکٹر نے جواب دیا "کیا مردے فرمائش کر سکتے ہیں"؟

***

○○ سابق وزیر داخلہ آندھرا پردیش مسٹر کلاوینکٹ راؤ سے وجے واڑہ میں رونما ہوئے ہنگاموں کے بارے میں دریافت کیا گیا کہ غنڈوں نے جب تباہی مچا رکھی تھی اور عوام پولیس سے مدد طلب کر رہے تھے تو پولیس کو فون کرنے کے بعد وہ مدد کو کیوں نہیں آئی۔ وینکٹ راؤ نے جواب دیا "کرفیو میں پولس کس طرح آسکتی تھی"۔ جس پر اسمبلی میں ایک زبردست قہقہہ بلند ہوا۔

***

○○ یم ۔ جے ۔ اکبر ممتاز صحافی وسابق رکن پارلیمنٹ نے کہا حیدرآباد بڑا خطرناک شہر ہے ۔ اورنگ زیب نے ادھر رخ کرنے کی غلطی نہ کی ہوتی تو شاید مغلوں کی حکومت مزید ایک سو سال قائم رہتی۔

***

○○ ایک شخص دوسرے سے بولا " سننے میں آیا ہے کہ حیدرآباد میں جگہ کی کمی کے باعث چار مینار کو دہلی لے جایا جا رہا ہے " ۔ دوسرے شخص نے کہا " مجھے معلوم ہوا ہے کہ دہلی میں ستاروں کی گردش میں رکاوٹ کی وجہ سے قطب مینار کو حیدرآباد لایا جا رہا ہے "

***

○○ ایک سابق وزیر اعلیٰ کے مخالفین میں سے کسی نے کہا "راک آف جبرالٹر، حسین ساگر حیدرآباد پر "گوتم بدھ" کا مجسمہ شری ین۔ ٹی۔ آر کے غیر دانشمندانہ فیصلوں پر شرمسار ہوکر ڈوب گیا۔ بعد میں ان کی حکومت کو بھی لے ڈوبا۔

***

○○ پروفیسر حسین علی مرزا عثمانیہ یونیورسٹی کے صدر شعبہ قانون تھے۔ طلبا کو کبھی کبھار انگلستان کی پارلیمنٹ (مدر پارلیمنٹ) سے تعلق آزادی اظہار خیال کے واقعات سنایا کرتے۔ چنانچہ ایک واقعہ سنایا کہ ایک رکن پارلیمنٹ نے اس طرح طنز کیا "بہت چھوٹے چھوٹے لوگ اعلیٰ مقامات پر پہنچ گئے ہیں۔ ایسا شخص اس وقت پرائم منسٹر ہے جس کے پاس کل تک گدھے کی

گاڑی تھی “ وزیر اعظم لائیڈ جارج نے جواب دیا کہ میں نے غریب گھرانے سے ترقی پائی ۔ آج تک بھی میرے ہاں گدھا گاڑی موجود ہے جس کا گدھا بہت دن ہوئے کھو گیا تھا ۔ لیکن آج اس کو میں نے ایوان میں بولتا ہوا دیکھا ہے ۔

***

○○ خلیفہ عبدالحکیم اور پروفیسر ولی الدین بزم فلسفہ جامعہ عثمانیہ کے ایک جلسہ میں کسی طالب علم کا مضمون سن رہے تھے ۔ پروفیسر ولی الدین صاحب نے نکتہ چینی کی کہ ” آپ نے سیدھے سادھے مضمون کو پیچدار بنا دیا ۔ “ صدارتی خطاب میں خلیفہ صاحب نے کہا کہ طالب علم کے مضمون میں پیچ ضرور ہیں

لیکن وہ اس طرح کے پیچ ہیں جیسے جلیبی میں ہوتے ہیں "

***

○○ ڈاکٹر حمید اللہ ۔ جامعہ عثمانیہ کے شعبہ قانون کے استاد تھے ۔ ایک دفعہ کسی پروفیسر صاحب نے ان کے کمرے میں داخل ہو کر استفسار کیا کہ کبھی انہیں کچھ فرصت بھی ہوگی ۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا "ہاں"

پھر پوچھا "کب" کہنے لگے "مرنے کے بعد"

***

○○ مشہور شاعر اور قلمکار آل احمد سرور کو کسی ادبی محفل میں مشہور و معروف خاتون ادیبہ نے کسی خاص موضوع پر بحث ومباحثہ کے لئے مدعو کیا اور خواہش کی کہ وہ اپنی سہولت اور مصروفیات کو مد نظر رکھتے ہوئے کوئی موزوں و مناسب ڈیٹ (Date) مقرر کریں۔ آل احمد سرور نے برجستہ کہا کہ محترمہ یہ کام تو عموماً خواتین کے ذمہ ہوا کرتا ہے

***

○○ شیخ رحیم اللہ صاحب شعبہ حیوانیات جامعہ عثمانیہ میں شعبہ زوالوجی کے آغاز تعلیمی سال پر رجسٹر حاضری کے ذریعہ طلباء سے متعارف ہورہے تھے۔ ڈاکٹر سید عبدالمنان کے نام کے بعد "ابو الوفا محمد عبد المقتدر محمود عالم" کا نام پکارا گیا ایک طالب علم کھڑا

ہوا اور پوچھا یہ ایک نام ہے یا کئی ناموروں کا مجموعہ"

***

○○ جامعہ عثمانیہ کے سنہرے دور کے اساتذہ میں مولانا عبد القدیر صدیقی (دینیات) ۔ مولانا عبد الباری ندوی (علم کلام)، مولوی وحید الدین سلیم (اردو)، خلیفہ عبد الحکیم (فلسفہ)، حبیب الرحمٰن صاحب (معاشیات)، ابن حسن صاحب (تاریخ)، پروفیسر الیاس برنی (معاشیات)، ہارون خان شیروانی صاحب (تاریخ انگلستان)، پروفیسر سباراؤ (تلگو) اور پروفیسر ویرا بھدروڈو لو (انگریزی) ہمعصر تھے ۔ ایک جج صاحب نے جو جامعہ عثمانیہ کے شدید ناقدین میں سے تھے' اور اردو میں اعلیٰ تعلیم کے مخالف تھے ایک دعوت کے موقع پر طنز فرمایا " ایک طرف تو ہم آنسٹائین جیسے

پروفیسروں کا نام سنتے ہیں اور ایک آپ حضرات بھی پروفیسر ہیں۔ خلیفہ صاحب کہاں خاموش رہنے والے تھے کہنے لگے "جناب ہم بھی انگلستان کے بڑے بڑے قابل ججوں کے نام سنتے ہیں اور ایک آپ بھی جج ہیں۔ جیسے آپ جج ہیں ویسے ہم پروفیسر ہیں۔"

***

○○ پروفیسر ڈاکٹر محمد عبد المنان۔ صدر شعبہ میکانیکل انجینئرنگ جامعہ عثمانیہ سے کسی نے دریافت کیا کہ وہ آیا وہی نامور فزیشین ڈاکٹر منان ہیں۔ نفی میں جواب ملا اور وضاحت یوں ہوئی وہ سید ہیں میں شیخ، وہ معالج ہیں میں مریض۔ وہ منان ہیں میں ممنون، وہ انسانوں کے ڈاکٹر ہیں میں مشینوں کا، وہ مشہور ہیں میں مستور۔"

***

○○ اس وقت کی بات ہے جب کہ ایوان لوک سبھا ۴۲۵ ارکان پر مشتمل ہوا کرتا تھا ۔ اور آندھرا پردیش ریاست کے ایڈوکیٹ جنرل سری بی ۰وی سبرا منیم تھے ۔ عام انتخابات میں ایک امیدوار کے بحیثیت رکن منتخب ہونے پر سری بی ۰وی ، سبرا منیم صاحب نے مبارکبادی کا جو پیام روانہ فرمایا وہ یوں تھا " 5+420 "تعداد والے ایوان کی رکنیت مبارک"

***

○○ شہر حیدرآباد کے ایک مشاعرہ میں بے شمار صف اول کے شعرا موجود تھے جسکی صدارت جگر مراد آبادی کر رہے تھے ۔ نصف شب جبکہ مشاعرہ شباب پر تھا جگر صاحب نے انگڑائی لی ۔ پاس بیٹھے جوش ملیح آبادی

نے جگر صاحب سے دریافت کیا "آپ نے مجھے یاد کیا؟" جگر صاحب نے فرمایا "میں نے خدا کو یاد کیا تھا شیطان آڑے آگیا۔"

***

○○ راجندر سنگھ بیدی نظام کالج حیدرآباد میں محفل لطیفہ گوئی کی صدارت کررہے تھے۔ آل انڈیا ریڈیو کے اناونسر عزیز قریشی صاحب نے اعلان کیا کہ لطیفے میں کسی فرقہ یا مذہب پر حملہ نہ ہو۔ بیدی صاحب نے محفل کا آغاز اس لطیفہ سے کیا کہ ایک سردارن نے سردار جی پر نان نفقہ کا دعوی کیا کہ چار سال سے علحدگی ہے اور مجھے اور بچوں کو نان نفقہ تک نصیب نہیں جج صاحب نے دریافت کیا۔ پھر آپ کے گود میں یہہ چھوٹا بچہ؟ سردارن نے جواب دیا "سردار جی مصالحت کے لئے دو سال قبل گھر آئے تھے۔"

○○ ایک قومی سطح کے رہنما کی دعوت کا اہتمام اردو ہال ، حمایت نگر کے احاطہ میں تھا ۔ شری سرینواس لاہوٹی معتمد انجمن ترقی اردو کی شخصی نگرانی میں مینو ترتیب دیا گیا تھا ۔ ڈاکٹر راج بہادر گوڑ نے قہقہوں کا ایک بم چھوڑا جبکہ وہ مہمان خصوصی کی سماعت سے باہر سرینواس لاہوٹی سے یوں مخاطب ہوئے " اے طائر لاہوٹی اس رزق سے موت اچھی ۔ "

***

○○ اردو ہال کی ایک نشست آل احمد سرور کی آؤ بھگت کے لئے منعقد کی گئی تھی ۔ اگلی نشستیں پر ہو چکی تھیں البتہ خواتین کی نشستوں میں محترمہ ڈاکٹر زینت ساجدہ صاحبہ کے بازو والی کرسی

خالی تھی۔ مرحوم ہارون خاں صاحب شیروانی تشریف لائے اور اس خالی کرسی پر نظر پڑی تو اس کی جانب بڑھنے لگے۔ حبیب الرحمن صاحب نے شیروانی صاحب سے مخاطب ہوکر کہا کہ "وہاں زنانہ ہے۔" شیروانی صاحب نے کہا کہ "اب میرا شمار بھی زنانہ میں ہونے لگا ہے۔"

***

○○ آل احمد سرور صاحب کے استقبالیہ میں حبیب الرحمن صاحب نے سرور صاحب سے دریافت فرمایا "آپ نے ہماری کوئی خبر نہ لی کہ کیسی گزری کیا کام ہوا" سرور صاحب نے جواب دیا کہ "ہم خلافت دینے کے بعد مطمئن ہوجایا کرتے ہیں آپ کو خلافت دیدی گئی پھر پوچھنا کیا۔"

***

()() ہاشم علی اختر صاحب نے ایک لطیفہ سنایا تھا جس کے کئی دن بعد شہرہ آفاق میگزین ریڈرس ڈائجسٹ میں کسی اور نے اسے اشاعت کے لیے بھجوادیا۔ یہہ لطیفہ انعام کا مستحق قرار پایا۔

" ایک وائس چانسلر کی نیکیوں اور برائیوں کا آخرت میں حساب کیا جارہا تھا۔ فرشتوں نے انھیں دوزخ میں بھیجنے کا تصفیہ کیا۔ پوچھا کیوں تو کہا "آپ کو مشکلات اور سختیاں جھیلنے سے زیادہ دلچسپی ہے "۔ " وہ کیسے "۔ کہا گیا "آپ نے دوسری مرتبہ وائس چانسلری قبول کی تھی "۔

***

()() حیدرآباد کے موسم کی پیش گوئی کے لئے ہر رات آل انڈیا ریڈیو سے روزانہ معمولاً اعلان ہوتے

رہتے ہیں جس میں ایک ایٹم مستقل ہوتا ہے وہ یہ کہ "شہر میں مطلع ابر آلود رہے گا" ایک دن راقم الحروف کے ایک دوست سینیئر ایڈوکیٹ۔ ین، وی، بی، شنکر راؤ (آندھرائی باشندے) نے مجھ سے کہا کہ تاریخی اہمیت کے اعتبار سے آندھرا پردیش کے دارالخلافہ کا نام "حیدرآباد" موزوں ہے لیکن جغرافیائی اعتبار سے حیدرآباد کا کوئی موزوں نام ہو سکتا ہے تو وہ "بادل آباد" ہوگا۔

***

○○ اجتماعی شادیوں کا ایک گروپ فوٹو جسمیں راقم الحروف نے مہمان خصوصی کی حیثیت سے شرکت کی تھی اخبار سیاست میں چھپا۔ دوسرے دن مشہور مزاح نگار (جو پابندی سے باغ عامہ میں ایک رنگ برنگی تہذیبی گروپ کے ہمراہ گھومتے ہیں)

مجھ سے دریافت کیا کہ ایسی بھی کیا مجبوری تھی کہ آپ کو اجتماعی شادیوں کی سوجھی۔ ایک قہقہہ بلند ہوا اور میری وضاحت کہ میں صرف مہمان خصوصی کی حیثیت سے شریک تھا ان سنی ہوگئی۔ چند دنوں بعد اسی گروپ سے علیک سلیک ہوئی۔ میں نے دیکھا کہ استاد سلیمان ندارد۔ بدلہ لینے کا موقع ہاتھ آیا۔ پوچھا کل ہی ہائیکورٹ نے شربت زناٹا پر سے پابندی ہٹائی اور آج سلیمان صاحب غائب۔ اس پر زبردست قہقہے ہوئے۔ ایک واکر نے کہا سلیمان صاحب موجود نہ ہوں کوئی بات نہیں ان قہقہوں کی گونج تو ان کے گھر (متصل محلہ) نام پلی تک پہنچ جائے گی۔

***

○○ ڈاکٹر رام پرشاد کو زندہ دلان حیدرآباد کا "دل" کہنا بیجا نہ ہوگا۔ ایک محفل میں انہوں نے اپنا شخصی تجربہ یوں سنایا کہ ان کے کلینک پر کنسلٹیشن کے لیے منتظر ایک مریض بلا اطلاع و اجازت کسی حیلے واپس ہوگئے انہوں نے ڈاکٹر صاحب کو فون پر یہ دریافت کرتے ہوئے سن لیا تھا کہ شام کتنے مرے صبح کتنے مرے؟ دراصل ڈاکٹر صاحب کے لیے ان کے پولٹری فارم سے اچانک فون آیا تھا کہ چوزے کسی وبائی بیماری سے مر رہے ہیں۔

***

○○ عدالتی زبان کی اردو سے انگریزی میں تبدیلی کے مابعد اثرات کا دور تھا انگریزی، اردو، تلگو، الفاظ اور

دکھنی زبان ، عدالتوں میں کھچڑی کے مانند استعمال ہونے لگے تھے۔ ہائیکورٹ جج ۔ جسٹس قمر حسن کے اجلاس پر ایک ایڈوکیٹ صاحب یوں مخاطب ہوئے ۔ "والا جناب مقدمہ طلبی زوجہ کے مرافعہ میں فیصلہ محفوظ کئے مدت ہوئی ۔ ججمنٹ کی ڈلیوری (فیصلہ صادر) ہونا ہے"۔ جسٹس صاحب نے فوراً جواب دیا

" ابھی ڈلیوری پینس (Delivery Pains) میں مبتلا ہوں ۔ نتیجہ جلد معلوم ہو جائے گا ۔"

***

○○ ایک حیدرآبادی محفل شعر میں ایک شاعر نے اپنی غزل کا مصرعہ یوں پڑھا " لوٹ کر باتیں کرونگا گردش ایام سے " سامعین میں سے کسی نے گرہ لگائی " نامپلی جارہا ہوں کچھ ضروری کام سے ۔ "

پھر ایک دوسرے شاعر نے جب شعر کا یہ مصرعہ پڑھا "رات کیا ہے تیری زلفوں کا گھنا سایہ" تو کسی نے گرہ لگائی

"تو جو سر اپنا منڈھالے تو سحر ہو جائے"

***

○○ مشیر آباد میں رہنے والے پوسٹ مین نے اپنی چنچل گوڑہ کی بیوی سے کہا "چنچل گوڑہ مشیر آباد والوں سے دو ہاتھ آگے ہے" بیوی نے منہ بنا کر کہا "معاف کرنا جناب یہ خصوصیت تو مشیر آباد والوں میں ہے ۔ چنچل گوڑہ کا پن کوڈ نمبر 24 ہے تو مشیر آباد والوں کا 48 ہے سمجھے ۔"

***

○○ ایک مرتبہ زندہ دلان حیدرآباد کا مزاحیہ مشاعرہ رات نو بجے شروع ہونے والا تھا۔ لیکن کسی وجہ سے مشاعرہ شروع ہونے میں ایک گھنٹہ کی تاخیر ہو گئی۔ سامعین میں سے چند منچلے نوجوان چیخ پکار کرنے لگے۔ اچانک طنز و مزاح کے شاعر جناب حمایت اللہ صاحب ڈائیس پر تشریف لائے اور مشاعرہ کے آغاز کا یوں اعلان کیا۔ "خواتین و حضرات! ہم معذرت خواہ ہیں آج کا مشاعرہ گھڑی کی چھوٹی سوئی کے مطابق صرف پانچ منٹ تاخیر سے شروع ہو رہا ہے۔"

***

○○ (پچاس سال پہلے) عزیز یہ ہوٹل کے کاونٹر پر بیٹھے جاوید لطیفی کو مخدوم محی الدین نے

ہوٹل میں آویزاں ایک ہدایتی تحریر" براہ کرم سیاسی گفتگو نہ فرمائیں۔ " پڑھ کر کہا۔ جاوید اس کے نیچے یہ جملہ بڑھادو "اس سے بھوک کم ہو جاتی ہے"

***

○○ کچھ بے تکلف دوست عالم سرخوشی میں نہاری کھانے " عزیزیہ ہوٹل " آئے۔ کاونٹر پر بیٹھے جاوید لطیفی کو ایک نے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ جاوید باہر موٹر میں ہمارا ایک ساتھی اس قدر بے خود ہے کہ اندر نہیں آسکتا۔ تنوری روٹی اور نہاری اسے وہیں بھیج دو۔ جب روٹی اور نہاری لیجائے جارہے تھے ایک دوست نے ازراہ مذاق نہاری میں سے پائے نکلواکر اس میں کوئلے کے ٹکڑے ڈلوادیئے

دیئے۔ کچھ دیر بعد موٹر میں سے ایک شکایتی چیخ ابھری۔ ” باورچی کو ڈس مس کر دو کمبخت نے پائے جلا کر کوئلہ کر دیئے ہیں۔ “

***

○○ کان میں ریسیور لگائے فون پر کسی کے جواب کے انتظار میں کھڑے شاہد صدیقی نے کاونٹر پر بیٹھے جاوید لطیفی کو کہا۔ ” کیا زمانہ آگیا ہے بے جان چیزوں سے مخاطب ہونا پڑ رہا ہے۔ “

***

○○ عزیزیہ ہوٹل میں ایک ہدایتی تحریر یوں تھی ” براہ کرم سگریٹ اور سگریٹ کا گل چائے کی پیالیوں

میں نہ ڈالئے اور انتظامیہ کو ایش ٹرے میں چائے سپلائی کرنے پر مجبور نہ کیجئے "

***

○○ عزیزیہ ہوٹل کے مشہور بیرے یعقوب نے ایک گاہک کے آرڈر پر " دو روٹی اور ایک شوربہ " ٹیبل پر لا رکھا ۔ گاہک دو روٹیوں کو ملا کر توڑتے ہوئے سالن میں ڈبو کر کھانے لگا یعقوب صاحب حیران ہو گئے اور دریافت کیا ایسا کیوں ؟ گاہک نے جواب دیا ڈاکٹر نے کہا ہے " مرض دور ہونے تک ڈبل روٹی کھاؤ "

***

○○ حیدر آباد کی مشہور صنعتی نمایش کی ابتدا باغ عامہ کی روشوں پر اسٹالس سے ہوئی۔ اس دور میں نمایش میں پان سگریٹ کی دوکانیں زیادہ منفعت بخش ہوا کرتی تھیں۔ ایک پان کی دکان پر کافی لوگ جمع تھے۔ پان کھا رہے تھے اور دوکاندار کو گھور رہے تھے۔ یہ دوکاندار جناب مخدوم محی الدین صاب تھے جو عثمانیہ یونیورسٹی سے فارغ التحصیل ہو کر ملازمت نہ ملنے کی وجہ سے احتجاجاً ڈگری سرٹیفکٹ حکومت کو واپس کر چکے تھے اور عمداً اپنے احتجاج کو نمایاں کرنے کے لئے اس طرح پان کی دوکان قایم کی تھی۔ جب بادشاہ وقت کو موصوف کے اس اقدام کا علم ہوا تو انھوں نے مخدوم محی الدین صاحب کو ذریعہ فرمان ملازمت فراہم کی۔

***

○○ ۶۳ - ۶۲ء میں اس وقت کے میر بلد نے راقم الحروف سے جب کہ میں چیرمین عظیم تر بلدیہ حیدرآباد ورکس کمیٹی تھا، خواہش کی کہ ایک امریکن خاتون سیاح کو جو کہ بین الاقوامی شہرت کی حامل ہیں نوبت پہاڑ کا معائنہ کرواؤں ۔ اس وقت اس پہاڑ کے دامن میں یا اس سے متصل جدید عمارتیں خصوصاً اونچے اونچے کامپلکس وجود میں نہیں آئے تھے جیسے کہ آج ہیں ۔ نیز نوبت پہاڑ کی چوٹی پر وہ مقبرہ موجود تھا جو نامور صدر اعظم حیدرآباد سر مرزا اسمٰعیل کے دور وزارت عظمیٰ میں تعمیر ہوا تھا اور بعد کو موصوف کے مقبرہ کے نام سے ہی مشہور ہوا ۔ اس سیاح خاتون کے ہمراہ میں اور چند بلدی عہدہ داروں نے، پہلے سطح زمین سے مختلف سمتوں سے پہاڑ کا معائنہ کروایا اور پھر پہاڑ پر جدید تعمیر شدہ چمن کی سیر کروائی ۔ اور

اس کی چوٹی پر واقع گنبد سے دونوں شہروں خصوصاً احاطہ عثمانیہ یونیورسٹی ، چار مینار ۔ قلعہ گولکنڈہ ، بنجارہ ہلز حسین ساگر اور مولا کے پہاڑ تک کے نظارے دکھائے ۔ معائنہ کے اختتام پر مجھے خیال ہوا کہ اس عظیم سیاح کے تاثرات دریافت کروں کیوں کہ وہ خاموش معائنہ کر رہی تھی ۔ چنانچہ میں نے اپنی خواہش کا اظہار کیا کہ کم از کم روایتی تعریف ہو جائے گی جس سے بلدی اسٹاف کی ہمت افزائی ہوگی ۔ لیکن موصوفہ نے اس امید پر یہ کہہ کر پانی پھیر دیا کہ " اس پہاڑ کو پہاڑ کی شکل میں ہی محفوظ کیا جاتا تو مجھے زیادہ خوشی ہوتی " (بلدی اسٹاف میں سے کسی نے دبی زبان میں یوں تسلی دی کہ امریکہ میں پہاڑ کمیاب ہیں اس لیے امریکیوں کو پہاڑ کے قدرتی منظر دلچسپ لگتے ہیں)

***

○○ اردو پریمی و ادیب بھارت چند کھنہ ایک دفعہ کسی کتاب کے ریلیز کیے جانے کی تقریب کے لئے اردو ہال حمایت نگر حیدرآباد نہ پہنچ سکے۔ اہتمام کرنے والوں نے ڈاکٹر راج بہادر گوڑ کو بمشکل صدارت کے لئے راضی کر لیا۔ اپنی مخاطبت میں ڈاکٹر صاحب نے اعزاز دیئے جانے کا شکریہ تو ادا کیا لیکن اس وضاحت کے ساتھ کہ وہ "رفع حاجت" کے صدر ہیں۔

***

○○ ایک دفعہ گیانی ذیل سنگھ (صدر جمہوریہ) حیدرآباد میں ایک پریس کانفرنس میں کچھ وضاحت فرمارہے تھے۔ روانی میں کہہ گئے پنجاب میں "پنجابی" کہی جاتی ہے بنگال میں "بنگالی" اور آندھرا میں "اندھیری"

○○ حیدرآباد کے ایک چیف منسٹر جو انگریزی سے واقفیت نہیں رکھتے تھے لیکن انگریزی میں بول چال کے لئے اکثر کوشش میں رہتے تھے ۔ ایک دفعہ اپنے قریبی رفقاء کے ساتھ بمبئی کی کسی مشہور فائیو اسٹار ہوٹل میں کھانے کے لئے گئے ۔ مینو کارڈ دیکھ کر ایک دوست نے کہا میں چکن 65 کھاؤنگا ۔ دوسرے دوست نے کہا I too ۔ اب باری تھی ان چیف منسٹر صاحب کی انہوں نے فرمایا
"I three"

***

○○ ایک دفعہ سردار بلدیو سنگھ نے عثمانیہ یونیور سٹی دیکھنے کی خواہش کی ۔ داخلے پر وائس چانسلر علی یاور جنگ صاحب نے شعبہ جات کے صدور کا یہ

کہتے ہوئے تعارف کروایا " ڈاکٹر ہارون خاں شیروانی " " ڈاکٹر قاضی محمد حسین " " ڈاکٹر رضی الدین صدیقی " " ڈاکٹر ریس بھگونتم " " ڈاکٹر آر ستیہ نارائنا " ۔ سردار بلدیو سنگھ ملٹری گورنر جنرل جے ۔ این ۔ چودھری سے مخاطب ہوئے اور فرمایا " میں نے " عثمانیہ یونیورسٹی " دیکھنے کی خواہش کی تھی یہ حضرات مجھے " عثمانیہ ہسپتال لے آئے "

***

○○ پرانے شہر ملٹر کی تعلیم اکھاڑے کے ایک پہلوان اپنے ستائیس بچوں کے ہمراہ ایک دفعہ ایسے ڈائری شو کو گئے کہ جہاں گایوں کو گاب کروانے کے لئے استعمال ہونے والا ایک قوی ہیکل بیل نمائش کے لئے رکھا گیا تھا ۔ جس کا ایک روپیہ فی شخص ٹکٹ

رکھا گیا تھا۔ پہلوان اتنے سارے ٹکٹ خرید نے میں تامل کر رہے تھے لیکن بچے بضد تھے کہ وہ بیل ضرور دیکھیں گے۔ داخلہ کے قریب جب اس طرح ہلچل ہو رہی تھی تو ڈور کیپر نے پوچھا "کیا یہ سب بچے آپکے ہیں" پہلوان نے کہا "ہاں"۔ ڈور کیپر نے کہا "اگر آپ کچھ دیر کے لئے توقف فرمائیں تو میں خود بیل کو لاکر آپ کو اور آپ کے بچوں کو دیکھنے کا موقع دونگا۔"

***

○○ایک حیدرآبادی نواب صاحب کی اہلیہ محترمہ انتقال کر گئیں تین چار سال بعد دوستوں نے نواب صاحب سے بار بار پوچھنا شروع کیا کہ وہ کب تک مجرد رہیں گے مناسب ہوگا کہ پھر شادی

کرلیں۔ نواب صاحب ہمیشہ جواباً فرماتے رہے کہ "عزت آبرو کے ساتھ گزر رہی ہے دوسری شادی کی کیا ضرورت ہے" دوست یہ سمجھ کر خاموش ہوجاتے کہ نواب صاحب شائد اپنے بچوں کی پرورش کے لئے سوتیلی ماں نہیں چاہتے۔ بعد کو پتہ چلا کہ نواب صاحب کے حرم میں دو خواتین "عزت بیگم" اور "آبرو بیگم" پہلے سے موجود ہیں۔

***

○○ پروفیسر رام ریڈی نے جو اعلیٰ مزاج کے طنز و مزاح کا ذوق رکھتے تھے اساتذہ و طلباء کے ایک اجتماع کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ سختی سے اس اصول پر عمل پیرا ہیں کہ باتیں کم کرنا چاہئے کیوں کہ قدرت نے سننے کے لئے تو دو کان دیئے ہیں لیکن

بات کرنے کے لئے ایک زبان دی ہے ۔ اس کے باوجود وہ ہائپر ٹنشن میں مبتلا ہیں جو مرض کہ وائیس چانسلرس کے لئے ایک ٹریڈ مارک ہے ۔ اسی محفل میں انہوں نے کہا کہ "تجربہ" کے معنی ایسے وقت میں کنگھا دستیاب ہونا ہے جب کہ سر میں بال نہ ہوں ۔

***

○○ ایک شادی کی تقریب میں دلہا کی آمد کا انتظار تھا مہمان چھوٹے چھوٹے گروپس میں محو گفتگو تھے ۔ انجنیر ولی قادری صاحب ڈاکٹر حیدر خاں اور راقم الحروف ایک گوشہ میں محو گفتگو تھے کہ جناب ہاشم علی اختر آپہنچے اور یوں متکلم ہوئے ۔ ایک انجینر ۔ ایک ڈاکٹر اور وکیل کیا مسئلہ ہے ۔ راقم الحروف نے

جواب دیا موضوع گفتگو کے لئے ایک اڈمنسٹریٹر کی کمی تھی سو وہ آپ کے آنے سے پوری ہو گئی۔

***

○○ صبح سویرے پابندی سے باغ عامہ کی سیر کرنے والے زائد از اسی سالہ فرید مرزا کے واکنگ اسٹائیل سے متاثر ہو کر ایک واکر نے پوچھا ”آپ تو بالکل جوان آدمی کی طرح واک کر رہے ہیں“ مرزا جی خفا ہو گئے اور جواباً فرمایا کہ

ہونگے جوان آپ میں تو نوجوان ہوں۔ “

***

○○حاجی بشیر احمد صاحب حیدر آبادی طرز کے ناشتہ کی کھچڑی کے لوازمات یوں بیان کرتے تھے۔ "کھچڑی تیرے چار یار، قیمہ، پاپڑ، گھی، اچار۔"

***

○○کوسمبی مشہور فلاسفر و مورخ نے ایک دفعہ کامریڈ مخدوم سے کہا کہ مجھے مسلمانوں سے سخت شکایت ہے۔ "جب زمین خدا کی ملکیت ہے تو مسلمانوں نے ہندوستان میں آمد کے بعد اسے خانگی ملکیت کیوں رہنے دیا"؟ کامریڈ مخدوم نے فوری جواب دیا "مسلمان اس مسئلہ کی حد تک ہندو ہو گئے تھے"

***

○○ ایک ملاقات میں، میں نے نریندر لوتھر صاحب سے کہا کہ آپ نے طنز و مزاح کے میدان میں مقام بنالیا ہے۔ ڈاکٹر راج بہادر گوڑ پاس میں تھے کہا کہ سچ ہے۔ کسی بھی محفل طنز و مزاح کا خطبہ استقبالیہ اس امام کا نام لیئے بغیر مکمل نہیں ہوتا۔

***

○○ غلام احمد خاں ایڈوکیٹ (مرحوم) جو بڑے میاں کے نام سے مشہور تھے ایک دفعہ عدالت دیوانی بلدہ کے احاطہ میں کچھ موکلین کے ساتھ بات چیت میں مصروف تھے۔ احاطۂ دیوانی بلدہ کی ایک جانب پولیس کمشنر کا دفتر اور دوسری جانب سالار جنگ میوزیم (قدیم دیوڑھی سالار جنگ) تھا۔ ریاست حیدرآباد کی تقسیم

ہوئے زیادہ دن نہیں گذرے تھے عدالتوں کی بھیڑ کی نوعیت سے سب واقف ہیں اس میں بوڑھے نوجوان ، عورتیں ، بچے ، ساہوکار ، سرمایہ دار ، کارخانہ دار ، تاجر ، ملازم سرکار ، کاروباری ، ڈاکٹر ، انجینئر ، چوراچکے ، پولس اور ملازمین بلدیہ سب موجود ہوتے ہیں۔ کمشنر پولیس کے دفتر سے ایک آندھرائی خوش پوش نوجوان آپہنچا۔ دریافت کیا " یہی سالار جنگ میوزیم ہے " ؟ خاں صاحب نے جواب دیا۔ آپ غلطی سے " زو " میں آگئے ہیں ، میوزیم بازو کی عمارت میں ہے۔ "

***

○○ مشہور زمانہ مزاح والے مہتمم باغ عامہ نے ایک دفعہ سفر کے اختتام پر اپنے گھر ٹیلیگرام بھیجا:۔

Spent the night in great discomfort
gave birth to an old lady

واقعہ یہ تھا کہ موصوف نے اپنا سیلپنگ برتھ کسی ضعیف خاتون کو اس کی خواہش پر رات میں سونے کے لئے دیا تھا۔

***

○○ آل انڈیا ریڈیو کی خبریں پڑھنے والے شیخ محمد صاحب جن کی پوسٹنگ کسی زمانہ میں سرینگر (کشمیر پر تھی، وظیفہ پر علیحدہ ہو چکے تھے۔ ایک دفعہ دہلی کے سفر کے لئے سکندر آباد ریلوے اسٹیشن سے روانہ ہونے والی آندھرا پردیش ایکسپریس میں اپنی محفوظ نشست سنبھالی۔ وقت تنگ تھا۔ اچانک دیکھا کہ ڈاکٹر راج بہادر گوڑ راقم الحروف کے مقابل کی سیٹ پر براجمان ہونے کو ہیں۔ اتنے میں شیخ محمد صاحب کا

پر تقدس اور باریش چہرہ قریب کی نشست پر نظر آیا۔ پھر کیا تھا ڈاکٹر گوڑ یک لخت آگے بڑھے اور شیخ محمد صاحب سے بغلگیر ہوکر فرمایا " تم وہ شیخ نہیں ہو جس کا اس شعر میں ذکر ہے۔ جو تمہاری نذر کر رہا ہوں۔ شیخ نے کہا " ارشاد " ڈاکٹر صاحب نے یہ شعر پڑھا ؎

"چاپ سنتے ہی اٹھا رکھی تھی لانا ساقی
شیخ صاحب ہیں میں سمجھا تھا مسلمان ہے کوئی"

ڈاکٹر راج نے مجھے بعد میں تبلایا کہ شیخ صاحب ان کے زمانہ طالب علمی کے ساتھی ہیں اور وہ ان سے عرصہ بعد مل رہے ہیں۔

***

○○ ڈاکٹر چنا ریڈی اپنے ابتدائی دور سیاست میں جب وزارت پر فائز ہوئے تو اپنے ایک قدیم دوست حیدرآبادی نواب سے ملاقات کے لئے سرکاری سواری میں باڈی گارڈ کے ہمراہ شیروانی اور دھوتی میں ملبوس گئے ۔ یہ وہ زمانہ تھا جب کہ عام لباس بش شرٹ پتلون تھا ۔ بعد ملاقات جب ریڈی صاحب واپس ہونے لگے تو نواب صاحب کا کمسن لڑکا تسلیمات کے لئے آگے بڑھا ۔ چنا ریڈی صاحب نے پوچھا " بابا کہاں پڑھ رہے ہو " جواب ملا " پبلک اسکول میں " نواب صاحب نے کہا " دیکھو بیٹے اگر تم بھی اچھا پڑھو گے تو منسٹر بن جاؤ گے ۔ لڑکے نے کہا مجھے منسٹر نہیں بننا ہے " ڈاکٹر صاحب نے حیرت سے پوچھا کیوں ۔ لڑکے نے معصومیت سے جواب دیا " اس لئے کہ اگر منسٹر بن جاؤں گا تو مجھے دھوتی پہننی پڑیگی ۔ "

***

○○ جامعہ عثمانیہ کے کمرہ اساتذہ میں چند اساتذہ کے ساتھ خلیفہ عبدالحکیم ، ڈاکٹر اقبال قریشی اور ڈاکٹر مظفر الدین قریشی بھی تشریف فرما تھے ۔ ایک ملاقاتی آئے اور خلیفہ صاحب سے مخاطب ہو کر کہا " میں ڈاکٹر قریشی سے ملنا چاہتا ہوں ۔ " خلیفہ صاحب نے الٹ کر ان سے سوال کیا کہ "یہاں ابو جہل بھی ہے اور ابو لہب بھی " آپ کس قریشی سے ملنا چاہتے ہیں ۔

***

○○ سابق ریاست حیدر آباد کی تہذیب و تمدن کی ایک نمائندہ شخصیت نواب شاہ عالم خانصاب ایک دفعہ اپنے ایک عزیز کی جانب سے بڑے پیمانہ پر کی گئی دعوت طعام میں شخصی دلچسپی لے رہے تھے ۔

موصوف ہر چوکی پر لوازمات اور مختلف ڈشس کی سپلائی پر نظر رکھے ہوئے تھے اور ضرورت پر بیرا کی توجہ مبذول کر وا رہے تھے۔ مشہور زمانہ ذائقوں کے بلند معیار کے ماہر حاجی بشیر احمد مرحوم ایک چوکی پر مصروف طعام تھے۔ نواب صاحب نے کہیں سے دیکھ لیا کہ حاجی صاحب مرغ کی پلیٹ چوکی پر سے ہٹا کر چوکی کے نیچے چھپا رہے ہیں۔

مختلف چوکیوں پر نظر ڈالتے ہوئے نواب صاحب جب حاجی بشیر احمد صاحب کے قریب ہوئے تو حاجی صاحب نے بہ آواز بلند فرمایا "نواب یہاں سے مرغ اڑ گیا ہے۔" نواب صاحب نے جواب دیا موجود ہے"۔ حاجی صاحب نے دو تین بار اصرار کیا اور نواب صاحب نے وہی جواب دہرایا۔ آخر حاجی صاحب نے پوچھا کہاں ہے۔ نواب صاحب نے جواب دیا "جھانپ میں ہے۔"

○○ نامور کامریڈ مخدوم محی الدین ایک دفعہ سکریٹریٹ جانے کے لئے رکشا راں سے مخاطب ہوتے "سچی والیہ" چلوگے؟ رکشا راں سمجھ نہ سکا۔ تب پوچھا سکریٹریٹ چلوگے۔ رکشا راں نے جواب دیا "اگر آپ نے پہلے ہی اس طرح اردو میں کہدیا ہوتا تو میں سمجھ جاتا۔"

***

○○ مزدور پیشہ کے افراد کا ایک ہجوم ڈاکٹر راج بہادر گوڑ کے گھر پہنچا۔ ان کی چھوٹی نواسی نے پوچھا "اتنے سارے لوگ کیوں آئے ہیں" قبل اس کے ڈاکٹر صاحب کچھ جواب دیتے کم سن نے کہا میں سمجھ گئی "وہ جو ہمارے گھر نومولود ہے اس کو دیکھنے آئے ہیں۔"

***

○○ نظام کالج کے پروفیسر رام نرسو حاضر جوابی کے لئے مشہور تھے ایک دفعہ کالج کے ایک طالب علم نے موصوف سے دریافت کیا کہ نہ کیوں ایسی کار کو جو 1947ء میں بنائی گئی ہے، 1948ء میں 1948ء کا ماڈل کہہ کر پیش کیا جاتا ہے۔ پروفیسر نرسو نے پلک جھپکے بغیر دریافت کیا تمہاری عمر کیا ہے جواب ملا بیس سال پروفیسر نرسو نے فوراً کہا " اپنی عمر میں مزید نو ماہ شامل کرلو "۔

***

○○ مشہور مزاح نگار حمایت اللہ کی کمسن " بھانجیوں میں سے ایک نے " بوا " (ملازمہ) " سے مخاطب ہوکر کہا " اری بوا کی بچی تیرے کو چپل سے مارونگی "

دوسری بھانجی نے فوراً کہا یاد نہیں ہے ممی کیا بولے تھے "کسی کو بھی اری تری بولنا بدتمیزی ہے۔ آپ کو چپل سے مارونگی بولنا "

***

○○ ایک دفعہ راقم الحروف کے فرزند معہ فیملی سعودی عرب سے آرہے تھے ایرپورٹ سے گھر آتے ہوئے حسین ساگر ٹینک بنڈ پر سے گذر ہورہا تھا فروخت کے لئے رکھے گئے ناریلوں کے ڈھیروں پر نظر پڑی۔ میں نے اپنی کمسن پوتی حفصہ سے کہا "جانتے ہو انہیں ناریل کہتے ہیں" فوری جواب ملا "ہاں ہمارے ہاں بھی اس کے درخت ہیں لیکن ان میں کھجور لگتے ہیں۔ "

***

○○ نامور ہندوستانی کرکٹ کپتان غلام احمد اپنے دور طالب علمی میں نظام کالج کی ٹیم کی کپتانی فرما رہے تھے ۔ مقابلہ عثمانیہ یونیورسٹی کرکٹ ٹیم سے تھا جس کی کپتانی کفیل نامی طالب علم فرمارہے تھے ۔ غلام احمد نے اپنی آف اسپن بولنگ کا جادو جگایا پہلی گیند کفیل نے چھوڑ دی۔ یونیورسٹی کے حامیوں نے آواز لگائی ” Well left Kafil “تین مرتبہ ایسا ہی ہوا لیکن چوتھی گیند پر کفیل کلین بولڈ ہوگئے ۔ عثمانیہ کے حامیوں کو جیسے سانپ سونگھ گیا البتہ نظام کالج کے طلباء نے اس دفعہ ” Well left Kafil “ کا نعرہ لگایا جس پر کافی دیر تک تماشائیوں کے قہقہے بلند ہوئے

***

○○ حیدرآباد میں منعقدہ سنگ بنیاد رکھے جانے کی ایک تقریب میں اس وقت کے وزیر اعظم ہند پنڈت جواہر لال نہرو نے ڈاکٹر بھٹناگر سے پوچھا (جو قریب ہی بیٹھے ہوئے تھے) سنگ بنیاد کی ہندی کیا ہے۔ حاضرین بہت ہنسے کیوں کہ یہ الفاظ لاوڈ اسپکر پر سنے گئے اور پنڈت جی بھی غلطی کو محسوس کر کے ہنسنے لگے۔ بعد میں انہوں نے شگفتہ اردو اور فارسی الفاظ سے بچنے کی کوشش ترک کر دی۔

***

○○ حیدرآباد کے ایک پر مزاح چیف منسٹر نے ایک دواخانے کا معائنہ کیا۔ اور جب معائنہ کرتے وقت وہ دوا خانے کے اس حصے کی طرف گئے جہاں

ایک روم پر LABOUR ROOM کی تختی تھی۔ دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور کہا کہ "مجھے خوشی ہے کہ انتظامیہ نے لیبر کے آرام کے لئے روم بھی بنوائے ہیں۔"

***

○○ بلدیہ حیدرآباد کے ایک ملازم نے معتمد بلدیہ سے ملاقات کی اور خواہش کی کہ اس کا تبادلہ "بلدیہ آفس یاقوت پورہ" سے "بلدیہ آفس دبیر پورہ" کر دیا جائے۔ (یہ دونوں محلے متصل ہیں) اس پر معتمد بلدیہ نے بے ساختہ کہا کہ "بہتر تو ہوگا کہ آفس ہی آپ کے گھر پر منتقل کر دیا جائے۔"

***

○○ حیدر آباد کی کسی ایک قدیم شادی کے موقعے پر پڑھے گئے سہرے میں "عشق بتاں" کا استعمال ہوا۔ جو ایک معزز مہمان کو بہت پسند آیا۔ انہوں نے اپنے پاس ہونیوالی دعوت طعام کے لئے باورچی سے فہرست مرتب کروائی اور اس فہرست میں عشق "بتاں" ۴ ماشے کا اضافہ کر دیا، جن صاحب کے ذمہ اشیاء کی خریدی کی ذمہ داری سونپی گئی تھی۔ انہوں نے دوسرے دن بعد تلاش بسیار نو اب صاحب سے عرض کیا کہ۔ سارا حیدر آباد گھوما ہر چیز ملی لیکن نہ ملی تو "عشق بتاں۔"

***

○○ شری ملا ریڈی ایڈوکیٹ جو شریف محمد صاحب ایڈوکیٹ کے جانے مانے ساتھی ہیں ایک

ناشتہ پر سید حامد حسینی صاحب یوتھ لیڈر کے ہاں مدعو تھے نہاری اور بریانی پیش تھی نہاری کھا چکنے کے بعد میزبان نے بریانی کھانے کے لئے مجبور کیا راقم الحروف نے پوچھا کہ یہ سب کیسے کھایا جا سکتا ہے ریڈی صاحب نے برجستہ جواب دیا کہ "دعوت اسی لئے تو ناشتہ میں رکھی گئی ہے۔"

***

○○ سنا ہے کہ ڈاکٹر یم ۔ اے۔ احمد ماہر تعلیم نے کسی اسکول کے بچوں سے ان کی صلاحیت جانچنے کے لئے سوال کیا حیدرآباد کے کوئی چار مشہور نام بتائیں جو "الف" سے شروع ہوتے ہوں۔

ایک لڑکے نے فوراً اپنا ہاتھ اٹھایا اور کہا "انڈے، آٹو، اظہر الدین، انگور۔"

***

○○ ایک محفل میں شرکت کا موقع ملا ، مقرر صاحب کی دھواں دھار تقریر رشوت ستانی کے عام ہونے کے بارے میں تھی ۔ مقرر صاحب نے اپنی مخاطبت یوں ختم کی " مختصر یہ کہ سابق میں انگریزی لفظ (LAW) کی حکمرانی تھی اب اردو لفظ " لا " کی حکمرانی ہے "

***

○○ سنہ 1945 ء کی بات ہے گورنمنٹ ہائی اسکول چادر گھاٹ کی میٹرک (انگلش میڈیم) کی جماعت کے سائنس ٹیچر مسٹر نارائن چارلو حیوانیات کے عنوان (Leech) پر درس دے رہے تھے ۔ زبان اردو سے زیادہ واقف نہ تھے ۔ موزوں اور دلچسپ انداز میں سمجھا رہے تھے ۔ اور طالب علم غور سے سن

رہے تھے۔ بعض کم فہم لڑکوں کو سمجھانے کے لئے کہا کہ یہ ایک ایسا جاندار ہے جسے بعض معالج پیٹھ میں لگوا کر خون چسواتے ہیں۔ راقم الحروف نے مدرس صاحب کو سمجھانے میں مدد دینے کی نیت سے کہا کہ " جونک " جونک "۔ اس پر وہ بری طرح بگڑ گئے اور راقم الحروف کی طرف یہ کہہ کر مارنے کے لئے پہنچ گئے کہ میں Joke نہیں کر رہا ہوں۔

ایک اور طالب علم نے راقم الحروف کو سزا سے یہ کہہ کر بچا لیا کہ "یزدانی (Leech) کا اردو ترجمہ بیان کر رہے ہیں۔ "

***

○○ یہ اس وقت کی بات ہے جب کہ دیوانی بلدہ کی انجمن وکلاء میں صدر ست گرو پرشاد، غلام احمد خاں

اور دیگر بہت سے زندہ دل حضرات ارکان تھے۔ ایک دفعہ انھیں اپنے ساتھی کو ستانے کی سوجھی۔ دو میوے کے ٹوکرے خوش رنگ کاغذ میں لپیٹے منگوائے گئے اور عدالت کا وقت ختم ہونے سے پہلے چپراسی کو اپنے اس ساتھی کے گھر یہ کہہ کر بھجوایا کہ جب پوچھا جائے کہاں سے آئے ہو تو کہنا کہ صاحب نے ایک ٹوکرا آپ کے لئے بھجوایا ہے اور ایک ٹوکرا چھوٹی بیگم کے لئے ہے، اور پھر دریافت کرنا کہ چھوٹی بیگم کا پتہ میں بھول گیا کیا آپ بتا سکتی ہیں چنانچہ یہ سن کر چپراسی دو ٹوکرے لئے ان ساتھی ایڈوکیٹ کے گھر پہنچا۔ دروازہ کھٹکھٹایا، اندر سے متوقع آواز آئی اور چپراسی نے میوہ کا ٹوکرا سیڑھیوں پر رکھتے ہوئے حسب ہدایت چھوٹی بیگم کا پتہ دریافت کیا۔ پھر کیا تھا ایڈوکیٹ صاحب کی بیوی چراغ پا ہو گئیں اور

چپراسی گالیاں سنتے ہوئے دوسرا ٹوکرا بھی وہیں چھوڑ کر واپس ہو گیا۔ مختصر یہ کہ دوسرے دن جب ایڈوکیٹ موصوف عدالت آئے تو اپنے ساتھیوں پر برس پڑے کہ "میاں بڑی مشکل سے حالات پر قابو پاسکا ہوں کیوں کہ محترمہ بڑی وضاحتوں کے بعد بہ وقت تمام اسے مذاق سمجھنے کے لیے تیار ہوئیں۔"

***

○○ دکھنی بولی کے مایہ ناز شاعر کی یہ رباعی اب کہاوت بن چکی ہے۔

الٰہی یہ لیڈر سمجھ پاگئے کیا
عقل کے راستے انھیں بھاگئے کیا
جسے دیکھو حق میں اردو کے لکچر
الکشن کے دن قریب آگئے کیا۔

***

○○ ایک مشہور نیوز ایڈیٹر صاحب کی دختر کی شادی کا رقعہ ایسے وقت ملا جب کہ عبد الستار صاحب مرحوم (سشن جج وظیفہ یاب) اور راقم الحروف مصروف گفتگو تھے۔ میں نے رقعہ آواز سے پڑھا۔ اردو عبارت مسلسل یعنی انگریزی طرز پر لکھی گئی تھی۔ وقت نکاح چھوٹ گیا تھا۔ " میں نے کہا کہ شاید یہ سہواً ہوگیا ہے۔ کہا کہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ چوں کہ وقت اردو کے ساتھ انصاف نہیں کر رہا ہے۔ اس لئے اردو والوں کو پابندی وقت سے بے نیاز رکھا گیا ہے۔"

***

○○ جناب فرید صاحب مجاہد آزادی (ریٹائرڈ ڈپٹی کلکٹر) مذہب سے بغاوت کے لئے مشہور ہیں۔ ایک

دفعہ کسی عنوان پر مدلل بحث میں الجھ گئے اور اپنے نقطہ نظر کو منوانے کے لئے طرح طرح کی تاویلات پیش کیں۔ ایک صاحب نے بالآخر بحث کو ختم کرنے کے لئے خمار کا یہ شعر معمولی تحریف کے ساتھ (آنکھوں کی جگہ باتوں) پڑھا۔ ؎

خدا بچائے تیری مست مست باتوں سے
فرشتہ ہو بھی تو بہک جائے آدمی کیا ہے

***

○○ سنہ 93ء میں پانی کی شدید قلت پر دکھنی زبان میں " بوم بوم " تھی۔ مخالف سیاسی محاذ کے ایک نیتا نے جو الکشن اسپیچ میں حکومت کی ناکامیاں گنوا رہے تھے

پانی کا ذکر اس طرح چھیڑا۔ "آپ پانی کے لئے کیوں چیخ و پکار کر رہے ہیں۔ آپ کو نظر نہیں آرہا ہے کہ جدھر دیکھو جنتا کی آنکھوں میں پانی ہی پانی ہے۔ "

***

○○ اردو کے مسائل کے سلسلہ میں ایک کانفرنس ہو رہی تھی اس میں ایک با اختیار عہدہ دار محکمہ تعلیمات بھی شریک تھے سیاسی رہنما، سماجی کارکن، اساتذہ اور اولیاءطلباء یکے بعد دیگرے محکمہ تعلیمات کی بے حسی کا ذکر دو ٹوک انداز میں کر رہے تھے۔ اردو کتب کی عدم دستیابی کلاس رومس کی زبوں حالی، اساتذہ کی کمی وغیرہ وغیرہ اور یہ کہ محکمہ سے کسی کو توفیق نہیں ہوئی کہ آکر دیکھے کیا تماشہ ہے۔ ایک مقرر

نے سخت لہجہ اختیار کیا اور شکوہ شکایت میں غیر پارلیمانی الفاظ کے استعمال تک پہنچ گئے۔ عہدہ دار صاحب گرم ہونے ہی کو تھے کہ مجمع میں سے ایک صاحب اٹھ کھڑے ہوئے اور مقرر سے اجازت کے ساتھ رباعی پڑھنے کی اجازت چاہی کہ اس کا مفہوم دریا کو کوزہ میں بند کر دے گا۔ اجازت ملی تو انہوں نے عہدہ دار سے مخاطب ہو کر فرمایا

"کبھی تو آ کر ہمارا سوز دل سوز جگر دیکھو
کبھی تو بھول کر آو کبھی تو پوچھ کر دیکھو
محبت سے نہ دیکھو تم تو دشمن کی نظر دیکھو
خفا ہو کر بگڑ کر روٹھ کر دیکھو مگر دیکھو"

پھر کیا تھا عہدہ دار صاحب جو مارے خفت پانی پانی ہو رہے تھے ہنس پڑے۔

***

○○ حیدر آباد کی ایک فلاحی تنظیم کے سرپرست اعلیٰ و روح رواں تنظیم کے زیر سرپرستی منعقد ہونے والے کسی سمینار کی صدارت فرمانے والے تھے کہ اچانک علالت کی وجہ سے شرکت نہ کر سکے سمینار کے اختتام پر اجلاس کے متبادل صدر سے خواہش کی گئی کہ وہ سرپرست اعلیٰ کی جلد صحت یابی کے لئے دعا فرمائیں۔ سب کے ہاتھ دعا کے لئے اٹھ گئے عجلت میں صدر نے یوں دعا کی " خدا سرپرست اعلیٰ کو جلد صحت دے ان پر رحمت کے دروازے کھول دے اور اپنی جوار رحمت میں جگہ دے۔ "

***

○○ راقم الحروف جن دنوں استاد محترم جلیل احمد صاحب

ایڈوکیٹ مرحوم کے دفتر میں اپرینٹس شپ کر رہا تھا ایک صاحب منشی تھے۔ جو محنتی اور ماہر فن تھے استاد محترم کو منشی صاحب سے اکثر یہ شکایت رہتی تھی کہ دو تین یوم چھٹیوں کے درمیان ورکنگ ڈے آجائے تو منشی صاحب اسے بھی چھٹیوں میں شامل کر کے دفتر سے کسی حیلے غائب رہتے ایک دفعہ پیر کے دن عدالت کے برخاست ہونے پر حسب معمول وکیل صاحب اپنی موٹر کار میں گھر واپس ہو رہے تھے۔ ڈرائیور گاڑی چلا رہا تھا اور منشی صاحب بھی ساتھ تھے۔ وکیل صاحب نے پٹرول پمپ پر گاڑی رکوائی اور پٹرول لیا۔ بل کی ادائی کے لئے ڈرائیور کو پیسے دیئے منشی صاحب دبے پاؤں وہیں سے گھر چلے گئے تھوڑی دیر بعد ڈرائیور نے بچا ہوا چلر اور رسید کے ساتھ ایک چٹھی وکیل صاحب کے ہاتھ میں رکھدی اور گاڑی

چلانے میں مصروف ہو گیا جلیل صاحب نے چٹھی کھولی۔ تحریر تھا۔

محترم وکیل صاحب مجھے پیر کی شب گھر واپس ہونے پر مسلسل دست وقے ہونے لگے ابھی تک مزاج نہیں سنبھلا۔ کل تو چھٹی ہے پرسوں حاضر خدمت ہوں گا۔

صاحب نے ڈرائیور سے پوچھا منشی صاحب کہاں گئے۔

ڈرائیور "پٹرول پمپ سے گھر چلے گئے اور یہ کہہ گئے کہ یہ چٹھی آپ کو چہار شنبہ کے دن دوں"

صاحب! "پھر تم نے آج ہی کیوں دیدی؟"

ڈرائیور۔ "چہار شنبہ کو میں خود چھٹی پر رہونگا۔"

حسب وعدہ منشی صاحب۔ جمعرات کو دفتر تشریف لائے اور حسب معمول پیشی سے متعلق فائلیں صاحب کے

سامنے پیش کیں۔

صاحب: "منشی صاحب طبعیت کیسی ہے ؟"

منشی صاحب! رات ہی سے ٹھیک ہوئی۔

صاحب: "مگر ڈرائیور سے ایک غلطی ہوئی اس نے پٹرول کی رسید کے ساتھ چلر اور یہ چٹھی پٹرول پمپ پر ہی مجھے دیدی"۔

منشی صاحب اس قدر خفیف ہوئے کہ انہیں کئی دن صاحب کے روبرو جانے کی ہمت نہیں ہوئی۔

***

○○ ایک جلسہ میں جس کی صدارت اس وقت کی وزیر اعظم فرمارہی تھیں کسی نے "باہمی میل ملاپ کی زندگی کے انداز کس طرح ہونے چاہئیں" کے موضوع پر مشورہ دیتے

ہوئے فرمایا کہ مخالفین کا آپ اس طرح مقابلہ کر سکتے ہیں جیسے سانپ کو دودھ پلا کر مطیع کیا جاتا ہے ۔ اس محفل میں ڈاکٹر زینت ساجدہ بھی ایک مقرر تھیں ۔ جب ان کی تقریر کی باری آئی تو کہا کہ میں اس طرح کے مقابلہ کی قائل نہیں ہوں ۔ میرے " خیال میں یہ مقابلہ بوٹ پہن کر کیا جا سکتا ہے ۔"

***

○○ 1948ء میں پولیس ایکشن کے فوری بعد مرکزی وزیر دفاع سردار بلدیو سنگھ پہلی دفعہ حیدرآباد تشریف لائے ۔ ان کے استقبال کے لئے موجود اہم شخصیتوں نے اظہار تشکر کیا ۔ کہ " ۲۰ سالہ شاہی دور کا خاتمہ صرف پانچ روز میں ہوگیا ۔"

اس پر سردار بلدیو سنگھ صاحب نے جوابا فرمایا کہ اس سے کم مدت میں بھی یہ مہم طے پا جاتی اگر میں یہ کام "ہندوستانی بحریہ" کے سپرد کرتا۔

*** ☆☆☆ ***

OO ۴۷ء میں لکھنو یونیورسٹی کے پروفیسر طبیعات ڈاکٹر ولی محمد کا عثمانیہ یونیورسٹی پر بحثیت وائس چانسلر تقرر ہوا۔ موصوف نے لکھنو سے اپنی کار ذریعہ ٹرین بھجوائی اور خود حیدرآباد پہنچ کر عہدہ کا جائزہ حاصل کرلیا جب عرصہ تک کار حیدرآباد تک نہ پہنچی تو ریلوے سے ربط پیدا کیا اور تاخیر کی وجہ جاننی چاہی۔ پتہ چلا کہ۔ سہوا حیدرآباد دکن کی بجائے کار حیدرآباد میں ریلوے واگن میں لوڈ کی گئی تھی اس لیے وہ حیدرآباد سندھ پہنچائی گئی۔ غرض تین ماہ انتظار کے بعد کار موصوف کے حوالہ ہوئی۔

***

○○ حیدرآباد میں افضل گنج پولیس اسٹیشن کے قریب سے بادشاہ وقت محبوب علی پاشاہ آدھی رات کو اپنی بگھی میں بیٹھے جارہے تھے کہ ایک شخص نے جو نشہ میں دھت تھا اس بگھی کو روک کر پوچھا "میں یہ بگھی خریدنا چاہتا ہوں۔ بول کیا قیمت لے گا۔ اتنے میں پولیس والے بھاگتے ہوئے آئے اور اس شخص کو پکڑلیا۔ محبوب علی پاشاہ نے حکم دیا کہ اسکو صبح میرے محل میں پیش کرو۔ دوسرے دن اس کو محل میں پیش کیا گیا محبوب علی پاشاہ نے اس سے پوچھا کہ بولو بگھی کی کیا قیمت دوگے۔ اس شخص ہاتھ جوڑ کر کہا "سرکار خریدار رات کو ہی چلاگیا۔"

***

○○ حیدرآباد کی کسی چوتھی کی دعوت میں دوعمر رسیدہ اصحاب کھانے کے ٹیبل پر کھارہے تھے۔ جیسے ہی بریانی کی مشقاب آتی وہ پورا گوشت اپنی پلیٹوں میں

ڈال لیتے اور باقی ٹیبل پر بیٹھے مہمانوں کو گوشت ہی نہیں مل رہا تھا۔ تنگ آکر حمایت اللہ نے ان سے پوچھا قبلہ! آپ ولیمہ کی دعوت میں بھی تشریف لائینگے ؟۔ بزرگ مہمان نے کہا ہاں آؤنگا۔ کیوں کیا بات ہے ؟ تو حمایت اللہ نے کہا قبلہ دو بوٹیاں ادھار دیدیجئے میں ولیمہ میں واپس کردونگا۔

***

○○ یو۔پی کے ایک صاحب نے ایک حیدرآبادی صاحب سے پوچھا جناب یہ حیدرآباد میں لوگ "ہو" کیوں کہتے ہیں۔ حیدرآبادی صاحب نے کہا اس لفظ کا استعمال کم پڑھے لکھے لوگ کرتے ہیں۔ ہم جیسے پڑھے لکھے لوگ تو "ہاں" کہتے ہیں۔ یوپی کے شخص نے پوچھا 'اچھا تو پڑھے لکھے لوگ "ہو" نہیں کہتے ؟۔ حیدرآبادی شخص نے کہا۔ "جی ہو"